REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. No. P. 67.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود ۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ــــ ۲۱
شمارہ ــــ ۱۸

ایڈیٹر :-
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :-
خورشید احمد انور

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۹۲ ہجری | ۴ ہجرت ۱۳۵۱ ہش | ۴ مئی ۱۹۷۲ء

اخبار احمدیہ

لنڈن۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۹ شہادت (اپریل) کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور کو انتڑیوں اور معدہ میں سوزش اور تکلیف رہی نیز ضعف بھی رہا۔ بعد کی اطلاعات مظہر ہیں کہ حضور کی طبیعت اب بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شامل حال رکھے آمین۔

★ــ محترم صاحبزادہ مرزا عقیل احمد صاحب ابن حضرت مصلح موعودؓ کی طبیعت اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ موصوف دل کے عارضہ سے بیمار ہیں اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامل و عاجل صحت عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۲ ہجرت (مئی)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال کل پچھلے پہر اڑیسہ کے تربیتی دورہ کے سلسلہ میں عازم کلکتہ ہوئے۔ احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو۔

★ ـ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

السٹریٹڈ ویکلی کا ایک اہم مضمون صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں!

قادیان میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت و پُر روح انعقاد

آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ کے مختلف درخشندہ پہلوؤں پر علماء سلسلہ کی پُر مغز تقاریر

سماپوں رپورٹ مرتبہ:- خورشید احمد انور

قادیان ــــ ۲۷ شہادت (اپریل) سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مدارج حقیقی اور مہتم بالشان منصب و مقام کے اظہار و اثبات کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی مخصوص اور ممتاز مساعی جمیلہ کسی طور سے بھی محتاج تعارف نہیں۔ سلسلہ کی انہی عدیم المثال روایات کو ملحوظ رکھتے ہوئے لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام مقامی طور پر مورخہ ۲۷ شہادت (اپریل) بروز جمعرات جبکہ تمام عالم اسلام میں میلاد النبیؐ کی بابرکت تقریب منائی جا رہی تھی جلسہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کا پروگرام رکھا گیا۔ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف درخشندہ و تابندہ گوشوں پر علماء کرام اور بزرگان سلسلہ نے پُر مغز و بصیرت افروز تقاریر کیں۔ اور مقامی احباب و مستورات نے کثیر تعداد میں اس بابرکت تقریب سے استفادہ کیا فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

حسب پروگرام یہ بابرکت اجلاس ٹھیک گیارہ بجے بوقت صبح جماعتی روایات کے مطابق انتہائی پُر سکون، باوقار اور رُوح پرور ماحول میں محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی و ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی زیر صدارت مسجد اقصیٰ میں منعقد ہوا۔ جلسہ کی کارروائی عزیز محمد علی صاحب مدراسی متعلم وقف جدید کلاس جامعہ احمدیہ قادیان کی تلاوت کلام پاک اور عزیز مرزا مسعود احمد ابن مکرم مرزا محمود احمد صاحب درویش کی نظم خوانی کے ساتھ آغاز پذیر ہوئی۔

افتتاحی صدارتی خطاب

تلاوت و نظم خوانی کے بعد محترم صدر مجلس نے اپنے مخصوص مربیانہ اور بزرگانہ پیرائے میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت وجود اپنے اندر صداقت و حقانیت اور فضائل و کمالات کے وہ لامحدود خزانے سمیٹے ہوئے ہے جن سے کوئی بھی دیدۂ وا اور چشم بینا انکار نہیں کر سکتا۔ سامعین کو چاہیئے کہ وہ جہاں انتہائی وقار اور طمانیت بھرے ماحول میں سیرت نبویؐ کے ان مختلف پہلوؤں پر مقررین حضرات کے خیالات سماعت کریں وہاں اس بابرکت مجلس میں سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی بلندی و رفعت کیلئے دُرود شریف کے بکثرت ورد کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔

اس مختصر مگر نہایت درجہ بصیرت افروز صدارتی خطاب کے بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے زیر عنوان

آنحضرت صلعم کی قوت قدسیہ

اس اجلاس کی پہلی تقریر کی۔ جس میں موصوف نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ جذب و کشش اور قوت قدسیہ کے نتیجہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندر رُونما ہونے والی قابل رشک پاکیزہ تبدیلی کا تفصیلی ذکر کیا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

ہمارا رسولؐ غیروں میں مقبول

کے عنوان پر کی۔ موصوف نے بعثت نبوی سے قبل اور مابعد کے حالات کا تجزیہ مختلف غیر مسلم اہل علم حضرات کے اعترافات کی روشنی میں کیا۔

ازاں بعد خاکسار راقم الحروف نے سیکرٹری صاحب تبلیغ و تربیت کے ارشاد کی تعمیل میں محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی کا مقالہ بعنوان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا میں پیدا کردہ انقلاب

جو بدر کے حالیہ سیرۃ النبیؐ نمبر میں شائع ہو چکا ہے پڑھ کر سُنایا۔

اجلاس کی [illegible] تقریر مکرم مولوی شبیر احمد صاحب ناصر [illegible] مدرسہ احمدیہ قادیان کی ہوئی۔ آپ کا موضوع تھا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسولؐ

موصوف نے سیرۃ مسیح پاک علیہ السلام کے متعدد واقعات، حضورؑ کی تحریرات اور اشعار کی روشنی میں اپنے مطمح نظر کو واضح کیا۔ آپ کے بعد عزیز نور الدین ابن مکرم چوہدری عبدالحق صاحب درویش نے ترنم ریز آواز میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی معروف نظم بعنوان "سلام بحضور سرور کائناتؐ" پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

بعدہٗ محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ و ایڈیٹر اخبار بدر نے گورداسپور ضلع جیل کے آفیسران کی دعوت پر گورداسپور جا کر جماعتی وفد کے ذریعہ تبلیغ کو مؤثر پیرائے میں تبلیغ کی دلچسپ اور تفصیلی رپورٹ سنائی۔ (مفصل رپورٹ آئندہ شمارہ میں دی جائیگی)

آپ کے بعد "بنگلہ دیش" سے آنے والے احمدی مبلغ مکرم مولوی ابوالخیر محب اللہ صاحب نے مخصوص بنگالی انداز میں سیرۃ النبی صلعم سے متعلق اپنے خیالات سامعین کے روبرو رکھے۔

اجلاس کی ساتویں تقریر زیر عنوان

مخلوق خدا پر آنحضرت صلعم کی شفقت

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے کی۔ فاضل مقرر نے متعدد احادیث اور تاریخی واقعات کی روشنی میں ثابت کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود فی الواقع تمام جہانوں اور مخلوقات کے لئے رحم و کرم کا مجسمہ اور پیکر تھا۔

مکرم مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد عزیز مولوی محمد یوسف صاحب متعلم وقف جدید کلاس جامعہ احمدیہ قادیان نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے معروف عربی قصیدہ یا عین ...

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان

کیا حضرت عیسیٰ مسیحؑ کشمیر میں مدفون ہیں؟

"السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا" میں شائع شدہ ایک تحقیقی مضمون

-:(از جے۔ این۔ سادھو صاحب):-

مندرجہ عنوان سے بمبئی سے شائع ہونے والے ایشیا کے سب سے زیادہ اشاعت والے انگریزی میگزین "السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا" کی اشاعت مورخہ ۲ر اپریل ۱۹۷۲ء میں جے۔ این۔ سادھو صاحب کا نوشتہ ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا ترجمہ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ اصل مضمون کے ساتھ قبر مسیح کی تصویر بھی دی گئی ہے۔

"کیا درحقیقت (حضرت) عیسےٰؑ کی صلیب پر موت واقع ہوئی؟ کیا وہ دوبارہ زندہ ہو گئے تھے؟ بعض لوگوں کا خیال اس کے خلاف ہے اور وہ اپنے عقیدہ کی تائید میں قدیمی کتب سے استناد کرتے ہیں کہ (حضرت) عیسیٰؑ اپنے زخموں سے صحتیاب ہوئے۔ اور انہوں نے مشرق کے بہت سے ممالک کا سفر کیا۔ اور ایک سو دو سال کی عمر میں سرینگر میں ان کی وفات ہوئی۔[1]

بعض لوگ خصوصاً اسلام کی تحریکِ احمدیت کے پیرو اس رائے کے ہیں کہ (حضرت) عیسےٰؑ دوبارہ زندہ نہیں ہوئے اور آسمان پر اُن کا رفعِ جسد نہیں ہوا۔ بلکہ طبعی موت سے وفات پا کر سرینگر علاقہ کشمیر میں مدفون ہیں۔ احمدی اپنے اس عقیدہ کے اثبات کے لئے متعدد قرآنی آیات اور بائیبل سے بہت سے دلائل پیش کرتے رہے ہیں۔

عقیدۂ جماعتِ احمدیہ کی رُو سے (حضرت) مسیح کی وفات صلیب پر واقع نہیں ہوئی۔ بلکہ درد کی وجہ سے آپ پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ جب آپؑ کے شاگردوں نے آپ کو صلیب پر سے اُتارا تو آپ بیہوش تھے لیکن زندہ تھے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ تقریباً چھ گھنٹے مصلوب رہے۔

اور دوسرا دن جو کہ سبت تھا اس کے آغاز سے پہلے آپ کو سُولی سے اتار لیا گیا تھا۔ کیونکہ اس دن کی حرمت کے احترام کا یہود کو خاص خیال تھا۔ جب مسیح ابھی صلیب پر تھے تو ایک سپاہی نے آپ کے جسم میں بھالا چبھو دیا جس سے خون اور پانی نکل آیا۔ اس واقعہ کا ذکر انجیل یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۴ میں یوں آتا ہے:-

"مگر اُن میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اُسکی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے خون اور پانی بہ نکلا"۔

اس امر سے اس عقیدہ کی طرف رہنمائی ہوتی ہے کہ (حضرت) مسیحؑ سُولی پر زندہ تھے، کیونکہ ایک مُردہ جسم سے خون نہیں بہتا۔

صحت یاب ہونا

سُولی سے آپ کے شاگردوں کے ذریعہ اتارا جانے کے بعد آپ کو ایک باریک ململ میں زخموں پر ایک مرہم لگا کر لپیٹ دیا گیا جو اس وقت تک مرہم عیسیٰ کے نام سے معروف ہے اور آپ صحت یاب ہو گئے۔ آپ کے دو مُرید یوسف اور نکودیمس نے آپ کا جسد (مبارک) ایک غار میں پہنچا کر اس کے منہ کو ایک بہت بڑے پتھر سے بند کر دیا۔ کیونکہ یہ خدشہ لاحق تھا کہ یہود آپ کی وفات (واقع ہونے) کے بارے میں مطمئن نہیں ہوں گے۔

یہ امر ریکارڈ میں موجود ہے کہ حضرت مسیحؑ اس مصیبت سے بحالی تک اس غار میں تین روز تک رہے۔ تیسرے روز ایک شدید بھونچال آیا جس کے بعد اندھیری چلی۔ غار پر پہرہ دینے والے سپاہی اپنی سلامتی کی خاطر وہاں سے بھاگ گئے۔ اور غار کے منہ پر پڑا بھاری پتھر سرک گیا تو حضرت مسیحؑ وہاں نہیں تھے۔ غار سے (حضرت) مسیحؑ کا غائب ہونا اُن کے دوبارہ جی اُٹھنے اور آسمان کو چلا جانے کے عام خیال کا باعث بنا ہے۔

جب مسیحؑ غار سے روانہ ہوئے تو آپؑ نے ایک باغبان کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اور آپ کی والدہ نے جو غار کے پاس رو دھو رہی تھیں آپ کو نہیں پہچان پایا۔ آپ ایک پہاڑی پر چلے گئے۔ جہاں آپ کے بعض شاگردوں اور پیروکاروں نے آٹھ دن کے بعد آپ سے ملاقات کی۔ پہلے تو ان لوگوں نے آپ پر یقین نہ کیا لیکن جب آپ نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے نیم شفا یافتہ زخم دکھلائے تو اُن لوگوں کو یقین آیا اور آپ کو گوشت پوست کے جسم کے ساتھ دیکھکر مسرور ہوئے۔ سُولی پاتے کے وقت آپ تینتیس سال کی عمر کے تھے لیکن کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایک سو دو برس کی عمر پائی۔ اور یہ عمر آپ نے مشرق کے متعدد ممالک میں پھرتے پھراتے گزاری۔

اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے صرف دو قبیلے اسرائیل میں آباد ہوئے تھے اور باقی قبیلے وہاں کے حکمرانوں کے مظالم سے بچنے کی خاطر ترکِ وطن کر گئے تھے۔ بعض تاریخی شہادتوں کی رو سے ان قبیلوں میں سے اکثر افغانستان، صوبہ سرحد، تبت۔ نیپال اور کشمیر کو چلے گئے تھے مشہور فرانسیسی مؤرخ برنیر جو شاہ اورنگ زیب کے عہدِ حکومت میں ہندوستان آیا تھا لکھتا ہے:-

"پیر پنجال کی پہاڑیوں کو عبور کر کے اس مملکت میں داخل ہو کر سرحدی دیہات کے باشندے مجھے ایسے نظر آئے گویا وہ یہود کے مشابہ ہیں۔ ان کی اشکال و اطوار اور وہ ناقابلِ بیان خصوصیت جو ایک سیاح کو مختلف اقوام کے باشندوں کو شناخت کرنے کے قابل بناتی ہے یہ تمام معلوم ہوتی تھیں کہ ان قدیمی لوگوں کے متعلق ہیں۔ (اے قاری!) میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اُسے تم محض خیال کی طرف منسوب نہ کرو۔ ان دیہاتیوں کے یہود کے سے چہرے مہرے میری کشمیر کی سیاحت سے طویل عرصہ قبل جیسوئٹ خاور اور متعدد دیگر یورپین افراد کو بھی نظر آئے ہیں۔ رحیم جو۔ لسہ جو۔ اور احمد جو ناموں سے خیال ظاہر ہوتا ہے کہ ان ناموں والے یہودی قومیت رکھتے تھے۔ بہت سے سیاحوں کو کشمیر کے بہت سے باشندگان کی یہود کی سی خط و خال کی طرز محسوس ہوئی ہے"۔

ایک اور مصنّف جان نوئل لکھتا ہے:-

"نہایت ہی قوی ہیں یہ چوڑے چکلے شانوں والے کشمیری دہقان۔ تاہم وہ نرم خُو اور متحمل مزاج ہیں۔ ایک بات نہایت شدت سے ان کے متعلق سوجھے گی وہ زیادہ مکمل طور پر یہودی نظر آتے ہیں بہ نسبت خالص ترین یہودیوں کے جن کو آپ کبھی دیکھ پائے ہوں۔ یہ اسلئے نہیں کہ وہ ایک لہراتا ہوا چوغہ نما لباس پہنتے ہیں جو شکل و شباہت کے بارے میں آپ کے خیالات کے مطابق ہے۔ یہ عجیب حُسنِ اتفاق ہے اور کیا یہ حسنِ اتفاق ہے؟ — کہ کشمیر میں ایک قومی روایت یہود کے ساتھ تعلق کے بارے میں پائی جاتی ہے۔ اس سرزمین میں بہت سالوں تک یہ افواہ پھیلی رہی کہ حقیقت میں (حضرت) مسیحؑ کی وفات سُولی پر واقع نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ آپ کو اس پر سے اتار لیا گیا تھا۔ اور گمشدہ (اسرائیلی) قبائل کی تلاش کی خاطر آپ (وہاں سے) غائب ہو گئے تھے۔ آپؑ کشمیر، لداخ۔ اور تبت خورد گئے۔ اور وفات پا کر سرینگر میں مدفون ہوئے۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کشمیری روایت میں ایک نبی کا ذکر ہے جو وہاں (کشمیر میں) رہے اور انہوں نے پہیلیوں کی زبان میں تعلیم دی جیسا کہ (حضرت) مسیحؑ نے (اس رنگ میں) تعلیم دی تھی۔ یہ پہیلیاں چھوٹی چھوٹی کہانیاں ہیں جو اس وقت تک کشمیر میں بیان کی جاتی ہیں۔ قریب کے سالوں میں بعض سیّاحوں کو (حضرت) مسیحؑ کے ان علاقوں میں قیام کے بارے میں بیان کے متعلق نشانات ملے ہیں۔ اس بیان کی ایک روایت میں ذکر ہوا ہے کہ آپ اپنی جوانی کے سالوں میں —— یعنی اس عرصہ میں کہ جس کے متعلق بائیبل میں کوئی ریکارڈ موجود نہیں کہ آپ کہاں رہے تھے —— بدھ راہبوں کے ساتھ عقیدۂ تناسخ کے متعلق گفتگو اور بحث کرنے آئے تھے"۔

آپ کی آمد کس طرح ہوئی

یہ بات ریکارڈ میں ہے کہ بر فاقت اپنے شاگردوں کے یروشلم سے کوچ کر کے آپ پہاڑی کو عبور کر کے وہاں سے ساڑھے چار صد میل کے فاصلہ پر نصیبین یا نصیبس میں داخل ہوئے۔ نصیبس سے ایک پہاڑی راستہ اختیار کر کے فارس، اور افغانستان میں سے سفر کرتے ہوئے آپ کشمیر کے علاقہ میں گلگت پہنچے۔ تبت، نیپال اور لداخ میں گمشدہ قبائل کی تلاش میں آپ نے بہت وسیع لمبے سفر کئے۔ ریکارڈ میں یہ امر بھی موجود ہے کہ آپ افغانستان کی طرف سے پنجاب میں داخل ہوئے اور بنارس کی سیر کرتے ہوئے آپ شمالی پہاڑی علاقہ کی طرف لوٹ آئے۔ اور دوبارہ گلگت پہنچے۔ اور بیان کیا جاتا ہے کہ کچھ وقت وہاں گذار کر آپ لداخ کی طرف کوچ کر گئے۔

ایک روسی سیّاح نکولس ناٹووچ کسی وقت ۱۸۸۷ء میں ہندوستان آیا اور لداخ گیا جہاں وہ بیمار پڑ گیا۔ اور وہ مشہور ہیمس گمپا (گمپھا) میں ٹھہرا۔ اس گمپا میں قیام کے دوران بُدھ مذہب کی بہت سی مذہبی کتب اور لٹریچر کا اس نے مطالعہ کیا۔ جس سے (حضرت) مسیحؑ کے دنیا کے اس حصّہ میں آمد کے بارے میں بہت سی معلومات اسے حاصل ہوئیں۔ اس نے بُدھ مذہبی کتب میں (حضرت) مسیحؑ، آپ کی تعلیمات اور آپ کی لداخ میں آمد کا ذکر بکثرت پایا۔ بعد میں اس نے ایک کتاب "لائف آف سینٹ جیسس" شائع کی جس میں اس نے وہ سب معلومات درج کر دیں جو اُسے (حضرت) مسیحؑ کی لداخ اور مشرق کے دیگر ممالک میں آمد کے بارے میں حاصل ہوئی تھیں۔

یہ بات بھی ریکارڈ میں موجود ہے کہ (حضرت) مسیحؑ بلند و بالا پہاڑی دروں، برفیلے راستوں اور برفانی پہاڑوں میں سے سفر کر کے لداخ سے کشمیر میں بمقام پہلگام تشریف لائے۔ پہلگام (یعنی چرواہوں کے گاؤں) میں ایک عرصۂ دراز تک آپ کا قیام رہا جس میں آپ اپنے ریوڑ کی نگہداشت کرتے رہے۔ یہی مقام ہے جہاں

(باقی دیکھئے صہ ۱۲ پر)

---

[1] مضمون نگار کو سہو ہوا ہے۔ احادیث کی رُو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال ثابت ہوتی ہے۔ (دیکھیے علامہ قسطلانی کی کتاب مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۴۲)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کی مدد انتہائی قربانی پیش کرنے اور کربِ عظیم کے وقت صبر و ثبات دکھانے کے بعد نازل ہوتی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۸ تبلیغ ۱۳۵۱ ہش (۱۸ فروری ۱۹۷۲ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیات قرآنیہ تلاوت فرمائیں:-

"وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○"
(آل عمران : ۱۴۰)

"وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا"
(طٰہٰ : ۱۱۲)

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ۨاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ۨانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ۚ"
(الحج : ۱۲)

"فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۚ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ○"
(مریم : ۸۵)

اور پھر فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنی ذمہ داریوں کو نباہیں گے تو اللہ تعالیٰ اُن کی نصرت اور مدد فرمائے گا۔ اور دنیا کی کوئی طاقت اور شیطان کا کوئی منصوبہ اُن کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم نیک عمل کرو گے، مناسب حال عمل کرو گے تو تمہیں یہ خوف باقی رہے گا کہ کوئی طاقت تم پر ظلم کر سکے اور نہ تمہیں یہ خطرہ رہے گا کہ تمہارے وہ حقوق جو تمہارے نیک اعمال کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق قائم ہوں گے اُن کو تلف کیا جائے گا۔ گویا نہ ظلم کا خطرہ باقی رہے گا اور نہ حق تلفی کا۔

تاہم اللہ تعالیٰ زبانی دعویٰ کو نہیں مانتا۔ زبان سے تو ہر وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے زبان دی ہے کوئی نہ کوئی دعویٰ کر سکتا ہے۔ اس کے لئے دعویٰ کرنا محال نہیں ہے۔ لیکن اس کے دعوے میں کہاں تک صداقت ہے، یہ اس شخص کے عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ محض

زبانی دعویٰ بے فائدہ ہے

فلاح اور کامیابی پر منتج نہیں ہوا کرتا۔ اس لئے دعویٰ ایمان بھی ہو اور عملِ صالح بھی ہو اور نیک اعمال میں پختگی بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا رشتہ بھی استوار ہو۔ اور اس رشتہ میں وفا اور ثباتِ قدم بھی ہو۔ انسان تمام امتحانوں اور آزمائشوں پر پُورا بھی اُترے۔ تب انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا کو حاصل کیا کرتا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو پھر صرف دعووں کے نتیجہ میں یہ عظیم نعمتیں کہ جن سے بڑھ کر دُنیا میں اور کوئی نعمت نہیں، انسان کو نہیں ملا کرتیں۔

چنانچہ مومن کی جو آزمائش کی جاتی ہے اور اس کا جو امتحان لیا جاتا ہے وہ ہمیں قرآن کریم میں کئی قسم کا نظر آتا ہے۔ قرآن کریم نے اس پر بہت روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً ایک امتحان قضا و قدر کی صورت میں ہمیں نظر آتا ہے۔ ایک امتحان شیطانی وساوس کے مقابلہ میں کمزور ایمان والوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اُسوہ نہ بنانے اور پختہ ایمان والوں کا اس فتنہ کو دُور کرنے کی کوشش میں ہمیں نظر آتا ہے۔ ایک امتحان منافق کے منافقانہ حملوں کا مقابلہ کرنے میں ہمیں نظر آتا ہے۔ ایک امتحان کافر کے اس منصوبے میں مومن کا لیا جاتا ہے کہ دشمن اُسے اس دُنیا میں مٹا دینا چاہتا ہے۔

چنانچہ جہاں تک اس آخری امتحان کا تعلق ہے یعنی اسلام کا دشمن، اسلام کی طرف منسوب ہونے والوں کو دنیوی اور مادی طاقت کے ساتھ مٹا دینا چاہتا ہے، ایسے امتحان میں (میں اکثر مثال دیا کرتا ہوں) اللہ تعالیٰ کی مدد عصر کے وقت نازل ہوتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لمبا عرصہ ابتلاء میں، امتحان میں، دُکھ میں، کربِ عظیم میں، اور مصیبت میں گزرتا ہے۔ انسان کو تکلیف سہنی پڑتی ہے۔ جان دینی پڑتی ہے۔ یعنی جب قومی یا اجتماعی زندگی کا امتحان لیا جا رہا ہو تو ہر قسم کے دُکھ سہنے پڑتے ہیں۔ پھر یہ کربِ عظیم جب اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ اور مومن انسان کو نظر آتا ہے کہ رات کے اندھیرے سر پہ آ گئے۔ دن ختم ہو رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی مدد ہمیں نظر نہیں آ رہی۔ کیا رات کے یہ اندھیرے یہ تاریکیاں اور یہ ظلمتیں ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیں گی۔ اور ہم ناکامیوں کا منہ دیکھیں گے؟

غرض جب تکلیف اپنی انتہاء کو پہنچ جاتی ہے تو اُس وقت مومن اپنے ایمان کی پختگی سے یہ نعرہ بلند کرتا ہے۔

مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ (البقرۃ: ۲۱۵)

کہ اے میرے رب! تُو نے میرا امتحان لیا اور مَیں نے اپنی طرف سے تیری راہ میں انتہائی قربانی بھی پیش کر دی اور آئندہ بھی دریغ نہیں کروں گا۔ لیکن خواہ مَیں مر جاؤں یا مٹ جاؤں تب بھی مَیں تیری راہ میں آخری وقت تک قربانی دیتا چلا جاؤں گا۔ لیکن اے خدا! تیرے وعدے بھی تو تھے؟ کیا مَیں اپنے امتحان میں ناکام رہا؟ نہیں! مَیں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔ مَیں اس ذلّت کے داغ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اگر اجتماعی زندگی میں آخری آدمی بھی مارا جائے گا تو قوم کہتی ہے یا امت کہتی ہے کہ مَیں تیری راہ میں قربانی دیتی چلی جاؤں گی۔ لیکن اے خدا! اب تو رات سر پر آ گئی۔ کیا یہ اندھیرے ہمیں نگل لیں گے؟ کیا وہ نُور جس کا تُو نے وعدہ دیا ہے وہ نُور ہمارے لئے ہماری راہوں کو روشن اور منوّر نہیں کرے گا؟

غرض "مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ" کی پکار کا وقت وہ وقت ہوتا ہے جب انسان کربِ عظیم کی حالت کو پہنچ جاتا ہے یعنی تکلیف اپنی انتہا کو پہنچ جاتی ہے اور جب قربانی انتہائی طور پر پیش کر دی جاتی ہے اس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے میرے بندے! تُو کیوں گھبراتا ہے؟ مَیں نے تیرا امتحان لیا ہے تُو نے عہد کیا تھا کہ پیٹھ نہیں دکھاؤں گا۔ تُو اپنے عہد پر قائم رہا تو مَیں اپنے عہد سے کیسے پھر جاؤنگا جو سچے وعدوں والا ہوں۔ اور تمام قدرتوں کا مالک ہُوں۔ مَیں تیرے قریب ہُوں۔ میری مدد تجھے پہنچ رہی ہے۔ چنانچہ پھر کامیابی پہ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

لیکن مسلمان کہلانے والے جس زمانہ میں بھی

عصر کے وقت کا انتظار

نہیں کرتے اور اپنی طرف سے انتہائی قربانی پیش نہیں کرتے یعنی ایسے وقت کا انتظار نہیں کرتے کہ جب یہ سمجھا جائے کہ وہ مٹ گئے اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت نہ آئی۔ تو اس حالت کے وارد کئے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کیسے آ جائے گی؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کہلانے والوں میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو بد دلی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اُن کا رشتۂ محبت و عشق اپنے پیدا کرنے والے رب کے ساتھ کمزور ہوتا ہے۔

اگر تو خدا تعالیٰ کے پیار کے نتیجہ میں آزمائش کے طور پر دُنیا کی کچھ نعمتیں مل جائیں تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تکلیف کے ابتدائی دَور ہی میں اُن کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔ اور وہ پیٹھ دکھا جاتے ہیں۔ اور سارے وعدوں کو بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ دُنیا میں بھی وہی لوگ ترقی کرتے ہیں کہ جو دُنیا کی خاطر اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں۔ مگر تم نے بد دلی کا مظاہرہ کیا اس لئے تم دنیوی لحاظ سے بھی ناکام ہوئے اور تم نے دعویٰ کیا تھا اُخروی زندگی کی بھلائی کے حصول کا اور اس کے لئے انتہائی طور پر جدوجہد کرنے کا۔ مگر تم اس میں بھی ناکام ہوئے اور اس طرح تم خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بن گئے۔ تمہیں

دُنیا اور دین کی ناکامیاں

ملیں۔ تم دوسروں سے بھی بدتر ہو گئے۔ اس لئے کہ جو غیر ہے وہ اگر دنیوی انعامات کے حصول کے لئے محنت میں کوتاہی کرتا ہے تو دین کی نعمتیں تو ویسے بھی اُسے نہیں ملتیں۔ نہ اس نے اُخروی زندگی کے لئے کوشش کی ہوتی ہے اور نہ اس کی کوشش کی ناکامی کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ اُسے اُخروی انعامات نہیں ملتے۔ کیونکہ اُن کے لئے اس نے کوشش نہیں کی۔ اس نے خدا تعالیٰ کو پہچانا ہی نہیں۔ اس نے خدا تعالیٰ کی صفات کی معرفت ہی حاصل نہیں کی اُس نے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اس واسطے اس کی کوشش اور اس کے ارادے کی ناکامی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ گو اس میں شک نہیں کہ ایسا انسان بڑا بدنصیب ہے۔ کیونکہ ایک بہت لمبی اور ایک بہت پیاری زندگی کے انعامات اس کو حاصل نہیں ہوئے۔ لیکن یہ درست ہے کہ ہم کہیں گے کہ کوئی کوشش نہیں تھی جس کی ناکامی کا سوال پیدا ہوتا ہو۔ لیکن یہاں ایک وہ شخص ہے جو اگر صحیح طور پر کوشش کرتا اور اُخروی زندگی کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور انتہائی قربانیاں پیش کر دیتا تو اس دنیا میں بھی اُس کو انعام مل جاتا۔ یعنی اگر اس کی نیت

خدا تعالیٰ کی رضا

کے حصول کے لئے ہوتی تو اُسے اُخروی زندگی کا انعام بھی مل جاتا اور اس دُنیا کا انعام بھی مل جاتا۔ لیکن وہ شخص جو عبادت کرتا ہے علیٰ حرفٍ، تعلق

رکھتا ہے بد دلی کا مگر دعویٰ کرتا ہے محبت کا۔ لیکن محبت جس روح، ایثار، قربانی اور جنون کا تقاضا کرتی ہے وہ اس کے اندر پیدا نہیں ہوتا۔ تو پھر اس کا نتیجہ "خسر الدنیا والاٰخرۃ" کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورہ احزاب میں ایک مثال دی ہے اس بات کی کہ جو آدمی ابتلاء کے وقت کربِ عظیم کی حالت میں بھی اپنے ربّ رحیم کے ساتھ پختہ تعلق رکھتے ہیں وہ ناکام نہیں ہُوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۞"

"اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۞"

"هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ۞"

"وَ لَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۞"

"وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ؗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا ۞"

"مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ وَ مَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۞"

(الاحزاب: ۱۰ تا ۱۲، ۱۶، ۲۳، ۲۴)

جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری عبادت علیٰ حرفٍ یعنی بد دلی سے کرنا تو سراسر بے نتیجہ ہے۔ تمہیں آزمایا جائے گا۔ تمہیں بَاْسَآءِ اور وَالضَّرَّآءِ دیکھنی ہوں گی۔ تمہیں اس طرح جھنجھوڑ کر رکھ دیا جائے گا کہ اس وقت سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے تمہاری زندگی اور بقاء کا اور کوئی سہارا نہیں ہوگا۔ دوسری طرف تمہاری کیفیت یہ ہوگی کہ تم سمجھو گے کہ سب دنیوی سہارے ٹوٹ گئے ہیں کامیابی تو کجا تمہاری بقا کا سوال بھی باقی نہیں رہا ہے اس وقت تم سمجھو گے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے

بغیر ہم نہ زندہ رہ سکتے ہیں۔ اور نہ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح جھنجھوڑے جانے کے بعد اور اس امتحان میں کامیاب ثابت ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس آواز "اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ" (البقرہ: ۲۱۵) کو تم عصر کے وقت سنو گے کہ دیکھو! اللہ تعالیٰ کی مدد تمہارے قریب ہے۔

اگر ہم اسلامی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو یہ بات بڑی واضح ہو جاتی ہے کہ میں نے

تمثیلی رنگ میں

جس عصر کے وقت کا ذکر کیا ہے، اسی وقت بالعموم اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ مکّی زندگی کے بعد بدر کی جنگ تمثیلی رنگ میں عصر کے وقت لڑی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے مکّی زندگی میں مسلمانوں کو ہر قسم کے دکھ پہنچائے گئے۔ یہاں تک کہ اڑھائی سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو شعب ابی طالب میں بند رکھا گیا۔ اور آپ کا مکمل بائیکاٹ کیا گیا۔ حتّٰی کہ کفّارِ مکّہ کھانے پینے کی چیزوں تک کو اندر نہیں جانے دیتے تھے۔ گو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو زندہ رکھنے کے سامان تو پیدا کر رہا تھا مگر آزمائش بھی امتحان تھا۔ (جو خدا ان کو زندہ رکھنے کے لئے کھانے کا انتظام کر سکتا تھا وہ ان کو صحت مند اور طاقتور رکھنے کا انتظام بھی کر سکتا تھا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کی آزمائش تھی) اس لئے ان کی تکلیف کی یہ حالت تھی کہ ایک بزرگ صحابیؓ کہتے ہیں ایک دفعہ رات کے وقت میرا پاؤں ایک ایسی چیز کے اوپر پڑا جسے میرے پاؤں نے نرم محسوس کیا چنانچہ میں نے اُسے اٹھایا اور کھا لیا لیکن مجھے آج تک پتہ نہیں لگا کہ وہ کیا چیز تھی۔ غرض اس تکلیف دہ حالت تک وہ پہنچے ہوئے تھے۔ گو

اڑھائی سال تک

انسان بھوکا نہیں رہ سکتا۔ ظاہر ہے محض زندہ رکھنے کے لئے ان کو جتنی غذا کی ضرورت تھی وہ ان کو مل گئی۔ لیکن بھوک کی آزمائش بڑی سخت تھی علاوہ دُوسری آزمائشوں کے جن کی تفصیل میں میں اس وقت نہیں جا سکتا۔

پھر جب ہجرت کی اجازت ملی تو انہیں کفّار نے مسلمانوں کا پیچھا کیا۔ اور کہا کہ یہ باہر نکل کر کیسے جا سکتے ہیں۔ ہم ان کو مٹا دیں گے۔ چنانچہ یہ وہ وقت تھا جب دکھ اور تکلیف، کرب اور ایذاء، آزمائش اور امتحان اپنی انتہاء کو پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ پھر دُنیا نے بدر کے میدان میں یہ نظارہ دیکھا کہ تین سو اور کچھ مسلمانوں کے مقابلے میں جو اسلام کو مٹانے اور مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے آئے وہاں تھے، وہ اپنے قریباً سب بڑے بڑے سرداروں کے

سر چھوڑ کر واپس بھاگے۔ غرض "اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ" کا ایک عجیب نظارہ تھا جو دُنیا نے بدر کے میدان میں دیکھا۔ اور پھر یہی نظارہ ہم بعد کی لڑائیوں میں بھی دیکھتے ہیں۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے مسلمانوں کے لئے بہت سے امتحان اور آزمائشیں ہوتی ہیں لیکن جن آزمائشوں کا بطورِ خاص میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں وہ مادی طاقت اور زور کے ساتھ اور مادی ذرائع سے دشمن کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل اور اسلام کو مٹانے کا منصوبہ اور آزمائش ہے۔ یعنی یہ آزمائش کہ دشمن مٹانا چاہتا تھا لیکن مسلمانوں نے صبر و ثبات دکھایا اور دشمن ناکام ہُوا۔ مثلاً جنگِ احزاب ہے جس کا ان آیات میں ذکر ہے۔ جن کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسلمانوں نے یہ عہد کیا تھا کہ وہ دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ خواہ کیسے ہی حالات کیوں نہ پیدا ہو جائیں۔ وہ ہر صورت میں دشمن کا مقابلہ کریں گے اور اسے پیٹھ نہیں دکھائیں گے۔ چنانچہ "کیسے ہی حالات" احزاب کے موقع پر پیدا ہو گئے۔ قریباً سارا عرب اکٹھا ہو کر ان غریبوں اور مفلسوں اور نہتوں کو قتل کرنے کے لئے وہاں جمع ہو گیا۔ اور انہوں نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ بھوک کے مارے وہ پیٹ پر پتھر باندھ کر چلتے تھے۔ دوسری طرف مسلمان عورتوں کی یہ حالت تھی کہ جس جگہ وہ اکٹھی کی گئیں وہاں ان کی عزّت اور عصمت کی حفاظت کیلئے بھی مسلمان سپاہی میسّر نہیں تھا۔ کیونکہ دوسری جگہ اس کی زیادہ ضرورت تھی۔ مسلمان عورت سے فرمایا کہ اگر آج تیری

عزّت کی آزمائش

ہے اور خدا یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ایک مسلمان عورت میرے راستے میں اپنی عزّتوں کو قربان کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں تو وہ اس امتحان میں پورا اترنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ وہ تیار ہو گئیں۔

پھر جس وقت یہ سارا جم غفیر اور یہ سارا جمع جو اسلام کو مٹانے کے لئے جمع ہُوا تھا اور ان کفّار کی امید اپنی انتہاء کو پہنچ چکی تھی کہ بس اب وہ غالب آئے اور مسلمان مغلوب ہوئے۔ ادھر مسلمانوں کے حالات کربِ عظیم کو پہنچ گئے اور وہ سمجھنے لگے کہ اگر اس وقت خدا تعالیٰ کی مدد نہ آئی تو وہ مارے جائیں گے۔ اس وقت خدا کی مدد آئی اور فرشتے اس مدد کو آسمان سے لے کر آئے تو انہوں نے انہی زمینی عناصر میں تبدیلیاں پیدا کر دیں۔ وہ عناصر کہ جن کے ذرّے ذرّے کو انسان کے لئے پیدا کیا گیا تھا۔ کہ وہ ان کی تسخیر اور ان پر حکمرانی کرے، ان کو اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حاکم اعلیٰ محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حفاظت اور آپ کی کامیابی کے لئے حکم ملا۔ چنانچہ مسلمان جن کے جسم کا ذرہ ذرہ اور رواں رواں "مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ" پکار رہا تھا وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ یہ تمام عناصر یہ زمین اور اس کے ذرات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہیں آزمایا اور تم اس آزمائش میں کامیاب ہوئے کیونکہ تمہارے اس کرب کو میں نے عظیم بنا دیا ہے۔ اور تمہارا امتحان اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہے۔ تمہارے دکھوں کا انسان تصوّر نہیں کر سکتا میں نے تمہاری یہ آزمائش اس لئے نہیں کی کہ تمہیں دُنیا سے مٹا دیا جائے بلکہ یہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ ظاہر ہو اور دُنیا خدا تعالیٰ کے اس پیار کا جلوہ دیکھے جو اُسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متّبعین کے ساتھ ہے۔

اب دیکھیں سارے عرب قبائل اکٹھے ہو کر کمزوروں کو مٹانے کے لئے آ گئے تھے۔ ان کمزور مسلمانوں نے پیٹ پر پتھر باندھے مگر دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی۔ وہاں سے بھاگے نہیں۔ انہوں نے بے عزّت صلح کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا۔ کمزوری نہیں دکھائی۔ شرک کی طرف مائل نہیں ہوئے کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور سہارا ڈھونڈ لیا انہوں نے کہا ہمارا

ایک ہی سہارا ہے

اگر وہ مل گیا تو اس دُنیا میں بھی کامیاب اور اگر اس دُنیا سے چلے بھی گئے تو ہمیں اُخروی انعامات تو ضرور ملیں گے۔ اور پھر اس حقیقی سہارے نے ان کو بے سہارا نہیں چھوڑا۔ چنانچہ اس وقت جبکہ دشمن غالب آنے کی امید لگائے بیٹھا تھا اور وہ خوشی سے پھُولا نہیں سماتا تھا

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ

سے زمین و آسمان میں ایک تغیّر پیدا ہُوا۔ اور وہ جو مسلمانوں کو مٹانے کے لئے آئے تھے بھاگ نکلے۔ ریت کے چند ذرّے کہہ لو، ہوا کی تھوڑی سی شدّت کہہ لو یا ان کے دلوں کے اندر فرشتوں نے جو بزدلی پیدا کی اور مسلمانوں کا جو رُعب پیدا کیا وہ کہہ لو۔ غرض یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے جلوے تھے جو انسان کو نظر آئے۔ لیکن وہ اپنے محاصرے کے پہلے دن ہی نہیں بھاگے۔ وہ دوسرے اور تیسرے دن بھی نہیں بھاگے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ نظارہ کئی دن کے بعد رُونما ہُوا۔

یرموک کی جنگ کو لیں، یہ پانچ دن کی جنگ ہوئی ہے اور خدا کی شان یہ ہے کہ حضرت خالدؓ بن ولید کو طفیلِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بتا دیا گیا تھا کہ چار دن تک آزمائشوں کا دَور ہوگا۔ یعنی اُن کے ذہن میں پہلے سے یہ تصوّر موجود تھا کہ چار دن دشمن کے اور پانچواں دن ہمارا ہوگا۔ یعنی تین

پھر دشمنوں کے ہوں گے اور چوتھا پھر ہمارا ہوگا چنانچہ دشمن اپنے وزن، اپنی تعداد اور اپنے ہتھیاروں کے زور کے ساتھ مسلمانوں کو دھکیلتے ہوئے اُن کے خیموں تک لے جاتا تھا۔ مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر ایثار پیشہ فدائی مسلمان عورتیں خیموں کے ڈنڈے لے کر مسلمانوں کے سر پر مارتی تھیں کہ واپس جاؤ، یہاں کیا لینے آئے ہو۔ چنانچہ اگلے دن اور پھر اس سے اگلے دو دن بھی یہی حالی ہوا۔ اس معرکے میں کئی مسلمان شہید ہو گئے جن میں عکرمہؓ اور اس کے ساتھی بھی شامل تھے۔ مگر کسی مسلمان نے پیٹھ نہیں دکھائی۔ حتیٰ کہ عکرمہؓ جیسے شخص نے پیٹھ نہیں دکھائی جو فتح مکہ تک اسلام کا دشمن رہا تھا۔ کیونکہ عکرمہؓ اور اس جیسے دوسرے مسلمانوں کے دل بدل گئے۔ حالات مختلف ہو گئے۔ اندھیروں کی جگہ نور نے لے لی۔ وہ جو اسلام کے دشمن تھے ان کے دِل میں محبت پیدا ہو چکی تھی۔ عکرمہؓ اور اس کے ساتھی اس خیال سے جلتے تھے کہ انہوں نے اپنے چہروں پر اسلام دشمنی کے داغ لگا رکھے ہیں۔ ان داغوں کو دھونے کے لئے خدا جانے ہمیں کوئی موقعہ ملتا ہے یا نہیں۔

پس یہ لوگ بھی جو بعد میں آنے والے تھے دشمن کے مقابلے میں بھاگے نہیں۔ کسی نے بزدلی نہیں دکھائی۔ وہ خدا تعالےٰ سے نا اُمید نہیں ہوتے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر بدظنی نہیں کی۔ بلکہ کئی ایک نے اپنی جان دے کر

"مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ"

خدا تعالےٰ سے اپنا عہد پُورا کر دیا۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے لئے جنتوں کے سامان پیدا کئے۔ اور پیچھے رہنے والوں کے لئے فتح کے سامان پیدا کر دیئے۔

غرض اس جنگ میں جب مسلمانوں کا کرب اپنی انتہا کو پہنچ گیا اور تمثیلی زبان میں وہ آخری وقت یعنی عصر کا وقت آگیا تو کہنے والے کہتے ہیں کہ اس وقت یرموک کے میدان میں رومی اپنے پیچھے شاید ڈیڑھ لاکھ لاشیں چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے، حالانکہ پہلے چار دنوں میں رومی یہ سمجھتے تھے کہ مسلمان تو مٹھی بھر ہیں۔ یہ بچ کر کیسے جائیں گے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اڑھائی لاکھ ہیں اور مسلمان صرف چالیس ہزار اس لئے وہ مسلمانوں کو مٹا دیں گے۔ غرض اس نیت کے ساتھ رومی آئے تھے کہ اس میدان میں سارے مسلمانوں کو قتل کر دیں۔ اور اس فتنے کو (جو ان کے نزدیک فتنہ تھا) ہمیشہ کے لئے مٹا دیں۔ مگر جسے وہ فتنہ سمجھتے تھے اور جس کے مٹانے کے درپے تھے۔ اس نے ان کے خون کو کھاد بنا کر انہی کے علاقوں میں اسلام کے درختوں کو بویا۔ جنہوں نے بڑے اچھے پھل دیئے۔ دکھا دہی پڑی نا! کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ بکرے کا خون اگر DECOMPOSED (ڈی کمپوزڈ) ہو کر درختوں کی جڑوں میں ڈالا جائے تو بڑی اچھی کھاد ثابت ہوتا ہے) چنانچہ اسلام کا یہ دشمن انسانیت کے لئے اور تو کسی کام نہیں آیا مگر جب

اِسلام کا باغ

ان علاقوں میں لگا تو اس وقت اس نے کھاد کا کام دیا۔ اُن کی نسل سوچتی ہوگی کہ یہ لوگ کن بلند نعروں کے ساتھ اور بظاہر کس ہمت کے ساتھ اور کس ولولے اور عزم کے ساتھ اور پادریوں کے ہر قسم کے جوش دلانے کے بعد اسلام کو مٹانے کے لئے وہاں گئے تھے مگر ناکام ہوئے اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ اور اس کے پیار کے جلوے جنگ کے میدانوں میں بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ دشمنانِ اسلام تو بدبخت تھے لیکن ہمارے لئے خوش بختی کے سامان پیدا کر گئے۔ اور ہمارے لئے خوش قسمتی کے محلوں کے دروازے کھول گئے۔

تاہم یہ سب کچھ اس وقت ہوا جب مسلمانوں کا کرب، کربِ عظیم بن گیا تھا۔ دُکھ اور تکلیف اپنی انتہا کو پہنچ گئی تھی۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کا انعام نازل نہیں ہوتا۔ ورنہ ایک کمزور ایمان والے اور ایک پختہ اور سچے ایمان والے آدمی کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوسکتا۔ بہرحال ایک مسلمان نے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائے گا۔ چنانچہ جب تک اللہ تعالیٰ اس دعویٰ کی پُوری طرح آزمائش نہ کرلے، اس کی نصرت نازل نہیں ہوتی۔ "پیٹھ نہیں دکھائے گا" کا عہد وہی آدمی کرتا ہے جس کا خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر کامل بھروسہ ہوتا ہے۔ تبھی وہ کہتا ہے کہ خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے مَیں دشمن کو پیٹھ نہیں دکھاؤں گا۔ وہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وعدے ضرور پُورے ہوں گے۔ کیونکہ وہ سچے وعدوں والا، اور کامل قدرتوں والا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ کسی وقت یہ فیصلہ کرے کہ مَیں اپنے وعدوں کو پُورا نہیں کروں گا۔ یہ ایک عیب ہے، اور خدا تعالےٰ ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے۔ اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ کہے کہ مَیں اپنا وعدہ پُورا کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن یہ میری قدرت سے باہر ہے کیونکہ وہ تو

ساری قدرتوں کا مالک

ہے۔ پس وہ سچے وعدوں والا بھی ہے اور کامل قدرتوں والا بھی ہے۔ اس لئے اس کی صفات کی اِسی معرفت کے بعد یہ عہد کیا جاتا رہا ہے کہ مسلمان اپنے دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو ٹھیک ہے کہ مَیں تمہیں آزماؤں گا۔ چنانچہ قرونِ اُولیٰ کے بعد کی تاریخ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہر آزمائش کے وقت سچے مسلمان نے پیٹھ نہیں دکھائی۔

یوسف بن تاشفین کا واقعہ ہے جو سپین میں رُونما ہوا۔ وہ افریقہ کے رہنے والے تھے میں نے تمثیلی رنگ میں عصر کے وقت کا ذکر کیا ہے۔ مگر اُن کے اِس واقعہ میں عملاً عصر کا وقت ہی تھا جب انہیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوتی۔

یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ جب سپین کے حالات خراب ہو گئے تو مسلمانوں نے یوسف بن تاشفین سے درخواست کی کہ ہماری مدد کریں۔ چنانچہ وہ تقریباً بارہ ہزار گھوڑ سوار فوج لے کر وہاں پہنچ گئے۔ عیسائی بادشاہ ساٹھ ستر ہزار کی فوج لے کر حملہ آور ہوا۔ بڑی زبردست جنگ ہوئی جس میں بظاہر دشمن کا پلّہ بھاری تھا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ اس موقع پر یوسف بن تاشفین نے یہ سمجھا کہ آج مجھے اپنی عمر میں شاید پہلی شکست نہ ہو جائے کیونکہ دشمن کا دباؤ بڑا شدید تھا۔ عیسائی مسلمانوں کو مار رہے تھے۔ انہیں قتل کر رہے تھے۔ اور پیچھے ہٹا رہے تھے۔ مگر اس سارے دباؤ اور اُن تیزیوں کے باوجود جو دشمن مسلمانوں کے خلاف دکھا رہا تھا۔ اس پر انہوں نے پیٹھ نہیں دکھائی۔ عیسائی سمجھتے تھے کہ آج وہ غالب آگئے اور سپین سے گویا مسلمانوں کو مٹا دیا۔ یوسف بن تاشفین کا یہ واقعہ مسلمان کی سپین میں ہلاکت سے کئی صدی پہلے کا ہے۔ گو اس وقت بھی یہی حالات پیدا ہو گئے تھے۔ جو بعد کی صدی میں زیادہ بگڑ گئے۔ اور مسلمانوں کو ان کی غفلتوں اور کوتاہیوں اور گناہوں کے نتیجہ میں ایک عذاب کا اور اللہ تعالےٰ کے غضب کا سامنا کرنا پڑا۔

بہرحال یوسف بن تاشفین سمجھتے تھے کہ عمر میں پہلی شکست ہو رہی ہے۔ اور اُدھر عیسائی بادشاہ یہ سمجھتا تھا کہ آج (بزعم خویش) عیسائیت اور اسلام کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ ہم نے مسلمانوں کو مٹا دیا ہے۔ یہ باہر سے مدد دینے آئے تھے اپنے مسلمان بھائیوں کو۔ ہم نے ان کو بھی شکست دے دی ہے۔

چنانچہ عصر تک یہی حال رہا۔ پھر اللہ تعالےٰ کے فرشتے ایک نئی شان میں آئے کیونکہ

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (الرحمٰن: ۳۰)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہر جلوہ نئی شان رکھتا ہے۔ چنانچہ عصر کے وقت عیسائی فوج بھاگ نکلی حالانکہ اس سے پہلے وہ سارا دن مسلمانوں کو مارتے اور دباتے رہے تھے لیکن مسلمانوں کی تکلیف جب اپنی انتہا کو پہنچ گئی تو اللہ تعالیٰ جو سچے وعدوں والا اور کامل قدرتوں والا ہے وہ مسلمانوں کی مدد کو آیا۔ اس نے ان کا امتحان لے لیا تھا۔ اس لئے فرمایا تم کامیاب ہو گئے۔ اب لو میرا انعام۔ چنانچہ رومی بھاگے۔ اور یوسف بن تاشفین اور اس کے آدمی (باوجود اس کے کہ کچھ تو شہید ہو گئے تھے اور کچھ ویسے بھی تعداد میں کم تھے مگر چونکہ وہ ایمان پر قائم تھے اس لئے) ساری رات دشمن کو مارتے مارتے ان کا پیچھا کیا اور تقریباً پچاس میل کے فاصلہ پر ایک دریا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ہم وہاں تک اُن کا پیچھا کریں گے۔ چنانچہ دشمن کی ساٹھ ستر ہزار فوج میں سے کل پانچ سو عیسائی دریا پار کر سکے۔ شاید کچھ دائیں بائیں سے بھی نکلے ہوں گے۔ لیکن ان کی اکثریت ماری گئی۔ چنانچہ وہ دشمن جو عصر کے وقت تک اپنے خیال میں غالب تھا، وہ مغلوب ہی نہیں ہوا بلکہ ہلاک ہو گیا۔ اس لئے کہ

صُبح سے لیکر عصر تک

جو ظُلم انہوں نے مسلمانوں پر کیا تھا وہ اپنی انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ مسلمان تو صبح کے وقت یہ کہتے ہوں گے کہ خدا کا وعدہ جلدی کیوں نہیں پورا ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا:-

"فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ"

تم اُن کے خلاف جلدی نہ کرو۔ مطلب یہی ہے کہ تم خدا سے یہ نہ کہو کہ وہ نصرت و مدد کو جلدی آئے۔ اور اُن کافروں کو مار دے جو ہمیں دُکھ دے رہے ہیں ایذا پہنچا رہے ہیں، زخمی کر رہے ہیں اور بعض کو قتل کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا

یعنی تمہارے ساتھ بھی ایک وعدہ ہے کہ فلاں وقت مدد آئے گی اور اُن کفّار کے ساتھ بھی وعدہ ہے کہ ایک وقت تک ان کو ڈھیل دی جائے گی۔ دراصل یہ دونوں وعدے اکٹھے ہو جاتے ہیں اگر مسلمان کے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ اُسے عصر کے وقت اللہ تعالیٰ کی مدد ملے گی تو یہ بات لازمی ہے کہ کافر کے ساتھ بھی یہ وعدہ ہوگا کہ عصر کے وقت تک اس پر الٰہی گرفت نہیں ہوگی۔ اور اصلاح کے لئے اُسے مہلت دی جائے گی۔ تبھی وہ اپنا کام کر سکتے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا

ہم نے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اور یہ وہی وقت ہے جو ایک مسلمان کا اور ایک کافر کا ... ہو جاتا ہے۔ جس وقت مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی ... سے مدد آتی ہے، کافر کی ہلاکت کے سامان پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے تمہارا جلدی کرنا یا قبل از وقت گھبرا جانا اور دعائیں کرنا کہ اے خدا! ہم تکلیفیں برداشت نہیں کر سکتے تو ہماری مدد فرما۔ یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ

کہ اُن کے خلاف جلدی ہلاکت کی دعائیں کرنا غلط بات ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ صبر، وقت، تمہاری آزمائش پوری ہو جائے گی، امتحان پورا پورا اُتر دگے ان کی ڈھیل کا وقت بھی پُورا ہو جائے گا۔ ایک ہی وقت میں تمہاری مدد اور ان کی ہلاکت کے

سامان پیدا ہو جائیں گے۔

پس فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ دشمن کے مقابلے میں جلدی نہیں چلے گی۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے آنے تک تمہیں صبر و ثبات کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ چنانچہ ساری اسلامی تاریخ دیکھ لیں۔ اس وقت بھی جب مسلمان اپنے ایمان کی رفعتوں پر پہنچا ہوا تھا۔ اور اس وقت بھی جب مسلمان اپنے ایمان میں نسبتاً بہت کمزور ہو چکا تھا۔ ہر دو صورتوں میں مسلمان اگر عصر تک قربانیاں دیتا رہا تو کامیاب ہوتا رہا اور جب بھی اس نے صبح سات بجے یا آٹھ بجے یا نو بجے یا دس بجے یا بارہ بجے یا دو بجے خدا تعالےٰ سے یہ کہا کہ اے خدا! تو نے ہماری مدد کرنے میں جلدی نہیں کی۔ اب ہم بیٹھ رہے ہیں تو وہ ہلاک ہو گئے۔

پس ہم جن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم قرآن کریم کو سمجھتے ہیں ہمیں یہ بات جان لینی چاہیئے کہ

انتہائی قربانیوں کے بعد

اللہ تعالیٰ کی مدد ملا کرتی ہے۔ یہ سمجھنا کہ تمہارے مخالف اور اسلام کے دشمنوں کو اللہ تعالےٰ جلد تباہ کر دے گا فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ کی رُو سے صحیح نہیں۔ اللہ تعالےٰ اس ارشاد میں ہمیں یہ حکم ہے کہ ہم ایسا تصور بھی نہ کریں اور نہ ایسی دعائیں کریں۔ ہمیں تو یہ دعائیں کرنی چاہئیں کہ اے خدا! ہمیں یہ توفیق عطا فرما کہ ہم تیری راہ میں اور تیرے دین کو غالب کرنے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ساری دُنیا کے دِل میں بٹھانے کے لئے انتہائی قربانیاں پیش کریں اور ہمیں یہ توفیق بھی عطا فرما کہ تیرے علم کامل میں جو عصر کا وقت ہے یعنی انتہائی قربانیوں کا وقت ہے وہ ہمیں نصیب ہو۔ ہم رستے میں کٹ نہ جائیں۔ ہم تیرے دشمن کے ہاتھ سے ہلاک نہ ہو جائیں۔ اے خدا! ہمیں معلوم ہے کہ اگر ہم تیری توفیق سے عصر کے وقت تک تیری راہ میں انتہائی قربانیاں دیتے رہیں گے تو تیری مدد ہمیں ضرور ملے گی۔ چنانچہ جب ظاہری حالات میں زبان سے بے اختیار مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ نکلے گا تو اسی وقت ہمیں پتہ لگے گا کہ

"اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ"

یعنی اللہ تعالیٰ کی مدد مل جائے گی۔ ہم دشمن کے لئے بد دعائیں کیوں کریں۔ کیونکہ ہماری کامیابی میں اس کی ہلاکت ہے۔ اس کی دشمنی کا خاتمہ ہے خواہ وہ جسمانی لحاظ سے مارا گیا ہو یا دنیوی طور پر اپنے اس منصوبہ میں ناکام ہو گیا ہو کہ وہ اسلام کو مٹا دے گا۔ بعض انبیاء علیہم السلام کی قوموں نے پہلے بھی دیا تو ان کا کثیر حصہ اور بعض مثالوں میں ساری کی ساری ہلاک ہو گئیں یا ناکام ہو گئیں۔ یعنی جب کافر نہ رہے تو قوم گویا ہلاک ہو گئی۔ وہ قوم جو نبی کی دشمن تھی وہ قوم نہیں رہی کیونکہ وہ اسلام لے آئی۔ اس لئے وہ قوم کہاں رہی جس نے کہا تھا کہ ہم نبی کو مٹا دیں گے۔

غرض یہ بھی ناکامی اور ہلاکت کی ایک شکل ہے جب کسی قوم یا فرد کا منصوبہ ناکام اور مقصد فوت ہو جاتا ہے تو یہ بھی اس کی ایک قسم کی ہلاکت ہے۔ پس ہمیں اپنے دشمن کی جلد ہلاکت کی دعا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ

دُعا کرنے کی ضرورت

ہے کہ اے خدا! تو ہمیں انتہائی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرما۔ جس وقت تیری نگاہ میں کرب عظیم کے حالات پیدا ہو جائیں اور ہر طرف سے نا امیدی نظر آنے لگے تو اس وقت بھی ہم تیرے باوفا بندے ثابت ہوں۔ ہمارے دلوں میں کچھ سے بے وفائی کا خیال پیدا نہ ہو۔ وہ وقت جب تیری اٹل تقدیر تیرا اٹل قانون کہتا ہے کہ تیری مدد آئے گی وہ وقت ہمیں نصیب ہو۔ تاکہ ہم تیری مدد و نصرت کے سایہ میں اِس دُنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی اپنی زندگی کے لمحات گذارنے والے ہوں۔ اور وہ قوم یا شخص جو خدا تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہے وہ ناکام ہو۔ خواہ وہ اس رنگ میں ہلاک ہو کہ وہ جسمانی طور پر تباہ ہو جائے۔ یا اس رنگ میں ناکام ہو کہ اس کے سارے کے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں۔ اور پھر وہ دن بھی آ جائے کہ وہ دِل جو بغضِ محمد سے بھرا ہوا تھا وہ عشقِ محمدؐ سے لبریز ہو جائے یہ ہمارے لئے اور بھی زیادہ خوشی کی بات ہے۔

پس یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ صبح ۸ بجے یا دس بجے یا بارہ بجے یا دو بجے یا تین بجے اللہ تعالیٰ کی مدد تمہیں مل جائے گی۔ در آنحالیکہ ابھی تمہارے امتحان مکمل نہیں ہوئے ابھی تمہاری

آزمائشوں کے دن

نہیں گزرے۔ ابھی تم نے خدا کی راہ میں انتہائی قربانیاں نہیں دی ہوں گی۔ یہ نہ کبھی پہلے ہوا ہے۔ نہ اس کی اب اُمید ہے۔ اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ قرآن کریم اس بات کی علی الاعلان منادی کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد اسی وقت ملتی ہے جب تم مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ کی کیفیت پیدا ہونے تک قربانی پر قربانی پیش کرتے چلے جاؤ۔ اور خدا تعالیٰ کے دامن کو نہ چھوڑو۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ملے گی۔ یہ ویسی ہی مدد ہوگی جو آج سے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کو ملی تھی جس کی چمک آج بھی اپنوں اور غیروں کی آنکھوں کو چندھیا دیتی ہے۔

پس یہ وہ مدد ہے جس کا ہمیں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور یہ وہ طریق ہے جو اس مدد کے حصول کے لئے ہمیں بتایا گیا ہے۔ اگر یہ طریق ہم اختیار نہیں کریں گے تو وہ مدد ہمیں نہیں ملے گی۔ پھر خدا تعالیٰ پر کیا شکوہ! کیونکہ جب تم نے سات بجے کے بعد یا دس بجے کے بعد جانی یا جسمانی قربانی دینے سے انکار کر دیا تو پھر تم اللہ تعالےٰ کی مدد کے کیسے امیدوار بن بیٹھے۔

یہ چیز

قرآن کریم کی ہدایت اور روشنی

سے باہر ہے۔ قرآن کریم میں ہمیں یہ کہیں نظر نہیں آتا کہ قربانی دیئے بغیر اللہ تعالیٰ کی مدد کا وعدہ دیا گیا ہو۔

تاہم جو احمدی ہیں۔ جنہوں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوحانی فرزند کے ہاتھ پر بیعت کر رکھی ہے اور جو اس وجود کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جو مہدی معہود تھا جس کی ہدایت کے سامان خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں اور اللہ تعالےٰ کے فضل نے کئے تھے اور جو محبوب تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاص طور پر سلام پہنچایا تھا۔ ویسے آپؐ کی عام دعائیں تو ساری امت کے لئے ہیں اور ہر زمانے کے لئے ہیں۔ لیکن اس دُعا کے لئے اور سلام کے لئے آپؐ نے جس کو چُنا وہ ایک ہی وجود ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ اس وجود کے ساتھ ہم وابستہ ہیں اور ہم زندہ خدا کی زندہ تجلیاں دیکھتے ہیں اس لئے اگر ہمیں تکلیفیں پہنچتی ہیں تو کیا ہم گھبرا جائیں گے۔ ہم جو حقیقی معنوں میں احمدیت کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ اور "صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا" کی رُو سے صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہو گئے ہیں۔ کیا ہم ان تکلیفوں سے، ہم اُن دشمنیوں سے، ہم اس قتل و غارت سے اور دشمن کے دوسرے خطرناک منصوبوں سے گھبرا جائیں گے؟ ہم جن کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں دُور دُور تک نکل جاؤ اور اسلام کو غالب کرو۔ کیا ہم اس غلبہ سے پہلے یعنی اس عصر کے وقت سے پہلے ہمتیں چھوڑ بیٹھیں گے؟ نہیں! خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو۔ انشاء اللہ، خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ آسمان نے فیصلہ کیا ہے کہ اسلام تمام دُنیا پر غالب ہو۔ زمین اس فیصلے کو بدل نہیں سکتی۔

پس ہمیں یہ

دعائیں کرتے رہنا چاہیئے

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں انتہائی قربانیاں دینے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالےٰ یہ بھی فضل فرمائے کہ ہم میں سے بھاری اکثریت ان انتہائی قربانیوں کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو اسی دنیا میں دیکھنے والی ہو۔

لجنہ اماء اللہ بنگلور کے زیرِ اہتمام جلسۂ یومِ مسیح موعودؑ کا انعقاد

مرکزی ہدایت کی روشنی میں مورخہ ۲۶ ر امان (مارچ) بروز اتوار شام کے ٹھیک پانچ بجے بمقام دار الفضل لجنہ اماء اللہ بنگلور کے زیرِ اہتمام جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا جس کی صدارت محترمہ فاطمہ بی بی صاحبہ نے کی اجلاس کا آغاز محترمہ میمونہ بیگم صاحبہ کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ عہد نامہ دہرانے کے بعد اختر بیگم صاحبہ نے احادیث پڑھ کر سُنائیں۔ رضوانہ بیگم نے نظم پڑھی اس کے بعد اختر بیگم صاحبہ نے بعنوان "مسیح موعودؑ کی آسمانی گواہی طلب کرنے کی دُعائیں" ایک مضمون پڑھ کر سُنایا۔ بعدہ نظم وسیمہ بیگم صاحبہ نے پڑھ کر سُنائی۔ اس کے بعد زرینہ بیگم صاحبہ نے ایک مضمون پڑھا، میمونہ بیگم نے نظم پڑھ کر سنائی اور ایک مضمون بعنوان "مسیح موعود کی بعثت کا مقصد" پڑھا اس کے بعد خاکسار نے مضمون "مسیح موعود اور عشقِ رسولؐ" پڑھا۔ آخر میں سلام پڑھا گیا اور دُعا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کامیاب رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ سلسلہ کی خدمت کرنے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خاکسارہ: رضیہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ بنگلور۔

ناصرات الاحمدیہ قادیان کا ایک نمایاں کام

اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی تحریک پر ناصرات الاحمدیہ قادیان نے اپنے ہاتھ سے ایک ایک چیز بنا کر لجنہ کو دی تھی جس کی نمائش لگائی گئی تھی۔ اور نیت یہ کی گئی تھی کہ اس کی فروخت کا نصف چندہ وقفِ جدید میں ادا کیا جائے گا۔ سو یہ اولین نمائش جو بالکل مختصر پیمانہ پر تھی نہایت کامیاب رہی۔ اس کی آمد کا نصف قریباً ایک صد تین روپے بطور چندہ وقفِ جدید ان تمام ناصرات کی طرف سے داخلِ خزانہ کیا گیا ہے۔ فجزاھنّ اللہ احسن الجزاء۔ امید ہے لجنہ مرکزیہ بیرونی لجنات میں بھی یہ طریق جاری کرنے کی کوشش کرے گی۔ بڑی لجنات اپنے اپنے مقام پر بھی اس کا انتظام کر سکتی ہیں اور بڑی اور چھوٹی لجنات جلسہ سالانہ پر اپنی مصنوعات قادیان بھی بھجوا سکتی ہیں۔ تقسیمِ ملک سے پہلے بڑے پیمانہ پر لجنہ مرکزیہ کی طرف سے کامیاب انتظام جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہُوا کرتا تھا۔

اِنچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

قسط دوم

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشگوئیاں

حالاتِ حاضرہ کے متعلق

محمد حفیظ بقاپوری

———(۵)———

پانچویں نمبر پر جس پیشگوئی کا ذکر ضروری سمجھتا ہوں وہ ہے حیرت انگیز زمینی تغیرات کے ظہور کی پیشگوئی۔ جو بجائے خود بہت سی پیشگوئیوں کا مجموعہ ہے۔ اس کے لئے بطورِ مثال سورۂ زلزال کا بیان کافی ہے۔

یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس ساری سورۃ میں بڑی جامعیت کے ساتھ عصرِ حاضر کے زمینی تغیرات کا ایک واضح نقشہ کھینچ دیا گیا ہے۔ وقت کی رعایت سے صرف تین پہلی آیات کی تفصیل عرض ہے

اس سورہ شریفہ کی پہلی آیت اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا میں خبر دی گئی ہے کہ بمقابلہ پہلے وقتوں کے آخری زمانہ میں بہت کثرت کے ساتھ خارق زلازل رو نما ہوں گے جس میں دنیا کی آبادیوں کی آبادیاں لقمۂ اجل بن کر بکثرت جانی اور مالی نقصانات ہوں گے۔ اس پہلو سے اگر پہلے زمانوں میں آنے والے زلازل کا مقابلہ کیا جائے تو مستند اعداد و شمار، جو آئے دن رسائل و اخبارات میں شائع ہوتے رہتے ہیں ان سے اس امر کی واضح تصدیق ملتی ہے کہ اس زمانہ میں جس کثرت کے ساتھ لگاتار زلازل آنے لگے ہیں، گزشتہ زمانوں میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ (مفصل حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو رسالہ ھما ڈائجسٹ دہلی۔ اکتوبر ۱۹۷۱ء صفحہ ۱۲۱)

(۲) پھر زمین میں زلزلہ برپا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ریلوں اور کارخانوں کی کثرت کے سبب بھی زمین کانپتی رہتی ہے۔

(۳) اسی طرح موجودہ زمانہ کی خوفناک لڑائیوں کے وقت بھاری بھرکم گولے پھینکنے والی توپوں کی گھن گرج۔ ہوائی جہازوں کے دھماکوں اور بمباری سے جس طرح زمین میں لرزہ پیدا ہو جاتا ہے وہ زلزلہ سے کسی صورت میں کم نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہند پاک کی حالیہ جنگ میں ہمارے اپنے اہلِ وطن اس کا بذاتِ خود مشاہدہ کر چکے ہیں۔

یہ تین صورتیں تو ظاہری طور پر زمین کے لرزنے کی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی معنوی طور پر اہلِ ارض میں جو مختلف النوع انقلابات رونما ہوئے ہیں ان میں سے ہر انقلاب عظیم زلزلہ سے کم نہیں۔ مثلاً

(الف) ترقی یافتہ ممالک کے لوگ اپنے دنیوی کاموں میں اس قدر تیز رفتاری سے مشغول ہیں کہ وہاں پر کوئی شخص چلتا ہوا نظر نہیں آتا بلکہ جسے دیکھو اپنے کام کی طرف نہایت تیزی سے دوڑتا جا رہا ہے

(ب) اسی طرح ذہنی طور پر لوگوں میں جو انقلاب آچکا ہے اس کے نتیجہ میں معیشت کے اصول' معاشیات کے اصول اب بدل چکے ہیں۔ اسی طرح اخلاقیات میں زلزلہ آچکا ہے۔ اخلاق کا معیار وہ نہیں رہا جو پہلے سمجھا اور اپنایا جاتا تھا۔ اسی طرح عفت و عصمت۔ صداقت و امانت۔ عدل و انصاف کا مفہوم بھی بدل چکا ہے۔ یہ سب قسم کے زلازل ہیں جو زمین کے ساتھ زمین والوں کو بھی سخت جنبش دے رہے ہیں۔

دوسری آیت وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا کے الفاظ سے ایک طرف تو ہر قسم کی معدنیات بکثرت نکالے جانے کی پیشگوئی کی گئی ہے تو ساتھ ہی آثارِ قدیمہ کے ظاہر کئے جانے کی طرف بھی اشارہ ہے۔ جن سے موجودہ زمانہ نے بہت سی مفید معلومات کا ذخیرہ حاصل کیا ہے۔

(ج) علاوہ ازیں پہلی آیت کی طرح اس آیت میں بھی زمین کے ساتھ زمین والے بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے بوجھ نکال پھینکنے سے مراد یہ ہوگی کہ بیباکی۔ آزادی اور لامذہبی کے خیالات جو پہلے دبائے جاتے تھے اس زمانہ میں آزادانہ طور پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ ہر قسم کی شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر ایسی باتیں بے محابا اور علی الاعلان کی جاتی ہیں کہ جن کی مثال پہلے زمانوں میں مطلقاً نہیں ملتی

تیسری آیت وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا میں بتایا کہ ایسی حیرت انگیز باتیں دیکھ کر انسان حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ ہائیں! ایسی ایسی خوبیاں … پنہاں تھیں۔

نیز آیت کریمہ کے ایک دوسرے مفہوم کے مطابق مذہب پرست نیک اور متقی انسان دنیا کی عریانی اور لامذہبیت کو دیکھ کر کہہ اٹھے گا کہ دنیا کو کیا ہو گیا کہ یہ خدا تعالےٰ سے اس قدر دور چلی گئی ہے!!

اسی طرح کی اور بہت سی ایسی باتوں کی تفصیل اس سورہ شریفہ میں بیان ہوئی ہے جو اس زمانہ کے حالات و واقعات کی صحیح تصویر ہیں جن کو مع دوسری تفصیلات بوجہ عدم گنجائش چھوڑا جاتا ہے۔

———(۶)———

چھٹے نمبر پر اس پیشگوئی کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے جس کے ظہور پذیر ہونے سے موجودہ دنیا کے سیاسی حالات نے ایک نئی کروٹ لی اور مغرب کو مشرق کے زیادہ قریب کر دیا گیا۔ سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ۔ یعنی دو سمندر قریب قریب بہہ رہے ہیں (پیشگوئی کے وقت) ان کی صورتِ حال یہ ہے کہ ان دونوں سمندروں کے درمیان خشکی کی روک حائل ہے جس کے سبب وہ ایک دوسرے سے مل نہیں رہے ہیں لیکن وقت آتا ہے کہ ان کی درمیانی روک دور کر دی جائے گی اور دونوں سمندر ایک دوسرے سے مل جائیں گے

اگلی آیت میں مل جانے والے دونوں سمندروں کی علامت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ۔ ان دونوں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔ چنانچہ اس زمانہ کا اہم واقعہ ہے کہ ایک طرف نہر سویز کی کھدائی کے بعد بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ احمر کو ملا دیا گیا ہے اور دوسری طرف نہر پانامہ کے ذریعہ بحر اوقیانوس اور بحر الکاہل کو ملا دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان دونوں عظیم آبی شاہراہوں کے ذریعہ بڑے بڑے سمندری جہاز آنے جانے لگے جس کی طرف اگلی آیتِ کریمہ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ کے الفاظ میں واضح اشارہ کیا گیا ہے۔ اکیلی نہر سویز کے بن جانے سے مغرب سے مشرق کو سفر کرنے کے سلسلہ میں ۷۰۰۰ میل لمبی مسافت کی بچت ہوئی۔ پھر خشکی کے راستہ کی نسبت آبی راستہ سے مال تجارت لانے لے جانے میں جو کروڑوں کروڑ روپے کی کفایت اور سفر میں مہینوں اور سالوں کی بچت ہوئی ہے وہ اپنی جگہ ہے۔

ان آبی شاہراہوں کے کھل جانے کی خبر کوئی معمولی نہیں بلکہ اس سے مشرق و مغرب کے بین الملکی سیاسی تعلقات پر جو غیر معمولی اثر پڑا اس کی تفصیل طول طویل بیان کی متقاضی ہے۔ خلاصہ در خلاصہ یہ ہے کہ جب تک انگریزوں کا نہر سویز پر تسلط رہا اسے بحیرۂ روم کی کنجی کہا جاتا رہا اور جنگ عظیم کے موقع پر اس نہر نے اتحادیوں کے لئے جو اہم پارٹ ادا کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بہرحال پھر ۱۹۵۶ء میں جب مصر نے نہر سویز کو قومیانے کا اعلان کیا تو ایسا کرنا فرانس اور برطانیہ کو ناگوار گزرا۔ تب دونوں نے متحد ہو کر مصر پر دھاوا بول دیا۔ فرانسیسی اور برطانوی ہوابازوں نے مصری بندرگاہوں پر خوب بم برسائے اور مصر نے جوابی کارروائی کے طور پر نہر سویز میں بڑے بڑے جہاز خود ہی غرق کر دیئے اور اس آبی شاہراہ کو خود ہی ایک وقت تک بند کر دیا۔ تا آنکہ مصر کی جنگی فضا صاف ہوئی۔ تب ہالینڈ کی ایک کمپنی کے ذریعہ نہر کی صفائی عمل میں آئی اور تجارتی جہازوں کی آمد و رفت پھر سے جاری ہوئی۔

اس کے گیارہ سال بعد ۱۹۶۷ء میں ایک بار پھر یہ آبی شاہراہ دنیا کی غیر معمولی توجہ کا مرکز اس وقت بنی جب اسرائیل نے نہر سویز کے اندر سے اپنے جہاز گزارنے کا ناواجب حق جتایا۔ جس کے بعد ماہ جون میں ایسا عرب اسرائیلی تصادم ہوا کہ تین دنوں میں اسرائیل نے امریکہ کی مدد سے مصر کو صحرائے سینا سے دھکیل کر ایک طرف اپنے ملک کی حدود کو نہر سویز کے مشرقی کنارے تک پھیلا دیا تو دوسری طرف مصر کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ اس کو نہر سویز کی آبی شاہراہ کو تا فیصلہ بند کر دینا پڑا۔

موجودہ عالمی صورتِ حال سے آگاہی رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس خطہ میں جو پیچیدہ صورتِ حال ایک عرصہ سے پیدا ہو چکی ہے وہ مشرقِ وسطیٰ کو کسی وقت بھی عالمگیر جنگ کا اکھاڑہ بنا سکتی ہے۔ اس میں نہر سویز ہی جھگڑے کا موضوع بنی ہوئی ہے۔

اب مشرقِ وسطیٰ کے ایسے پیچیدہ حالات کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر اس پیشگوئی کو پڑھیں اور غور کریں کہ یہ پیشگوئی کس قدر اہم واقعات کے رونما ہونے کی خبر دے رہی ہے اور ایسے وقت میں یہ خبر دی گئی جب کہ ان حالات کے منصۂ شہود میں آنے کا کسی کو سان گمان بھی نہ تھا۔ یہ ہے عالم الغیب ہستی کی اپنے محبوب بندے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مصفّٰی غیب سے مطلع کرنے کی ایک روشن مثال!!

———(۷)———

گزشتہ سطور میں بعض ایسی پیشگوئیاں بیان ہوئی ہیں جو موجودہ زمانہ میں حیرت انگیز زمینی تغیرات کے ظہور پذیر ہونے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ ہی کچھ ایسے تغیراتِ سماوی کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان افروز عظیم الشان پیشگوئیوں کا ذکر کیا جائے جو اس زمانہ میں ظہور پذیر ہوئے۔

سو واضح ہو کہ پہلے دوسرے اور تیسرے نمبر پر بیان ہو چکی پیشگوئیوں کی تفصیل میں …

انسان کے دل میں طبعاً رنج اور ملال کے جذبات ابھرتے ہیں کہ یہ کیا ہر طرف شر و فساد ہی کی خبریں ہیں۔ مذہبی دنیا ہو یا غیر مذہبی، ہر طرف انتشار اور ابتری کا دور دورہ ہے۔ اس فساد اور ابتری کی اصلاح اور درستی کے سامان ہونے کی بھی کوئی پیشگوئی ہے یا یہ دنیا اسی ابتر حالت میں رہ کر تباہ و برباد ہو جائے گی؟

اس ذہنی سوال کا امید افزا جواب بھی رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ پیش خبریوں میں پوری شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے۔ اس لئے کبیدہ خاطر اور دلگیر ہونے کی چنداں ضرورت نہیں۔ قرآنی وحی اور احادیث میں اس نوع کی جو بکثرت پیشگوئیاں موجود ہیں ان میں سرِ فہرست واضح اور غیر مبہم وہ پیشگوئی ہے جو اس زمانہ کے روحانی مصلح کی آمد یا بلفظ دیگر نزول مسیح اور ظہور امام مہدی کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ اس برگزیدہ شخصیت کے بارہ میں دونوں جگہ قرآن کریم میں بھی اور احادیث نبوی میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ حدیث کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک وجود کے متعلق حسبِ ذیل الفاظ میں زبردست پیشگوئی فرمائی۔ مسلم کی روایت کے مطابق حضورؐ فرماتے ہیں:-

واللّٰہ لینزلنّ ابن مریم حکماً عادلاً فلیکسرنّ الصلیب ولیقتلنّ الخنزیر ولیضعنّ الجزیۃ ولیترکنّ القلاص فلا یسعٰی علیہا ولتذھبنّ الشحناء والتباغض والتحاسد

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰ بحوالہ مسلم)

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر تاکید مسیح موعود کے حکم و عدل بن کر مبعوث ہونے کی خبر دیتے ہیں۔ اور دیگر تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے حضورؐ واضح فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کے آنے سے بگڑے ہوئے زمانہ کی صورتِ حال اس طرح روبہ اصلاح ہونے لگے گی کہ دلوں سے آہستہ آہستہ عداوت و بغض اور حسد کے خیالات آخر ختم ہوتے جائیں گے اور لوگوں میں ایک نیک روحانی انقلاب کا آغاز ہو جائے گا۔

اسی طرح امام مہدی کے ظہور کی بھی خبر دی گئی ہے اور ساتھ ہی بتایا گیا ہے کہ لا المھدی الّا عیسٰی (ابن ماجہ) کہ مہدی اور عیسیٰ ایک ہی وجود میں ظاہر ہوں گے۔ ظہور مہدی کی خبر کے سلسلہ میں دارقطنی کی ایک حدیث بھی سن لیں جس میں حضورؐ زبردست پیشگوئی اور زبردست آسمانی نشان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

انّ لمھدینا اٰیتین لم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض ینکسف القمر لاوّل لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم تکونا منذ خلق السمٰوات والارض

(دارقطنی صفحہ ۱۸۸)

محمد بن علیؒ کی روایت ہے کہ ہمارے مہدی کے دو نشان ہیں۔ یہ نشان آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے لے کر اب تک کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ ایک تو یہ کہ قمر یعنی چاند کو رمضان میں چاند گرہن کی پہلی تاریخ میں گرہن لگے گا اور دوسرا یہ کہ سورج کو اسی رمضان میں سورج گرہن کے دنوں میں سے درمیانی تاریخ میں گرہن لگے گا۔ یہ دونوں باتیں آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت سے نہیں ہوئیں اور امام مہدی کے دور میں ہونے والی ہیں۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی اپنے اندر کئی خصوصیات رکھتی ہے مثلاً

۱۔ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ سوائے مہدی کے کسی مدعی کے لئے یہ نشان کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ اس لئے اس نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے مہدویت کا دعویٰ کرنے والا وجود بھی ظاہر ہو چکا ہوگا۔ تا اس نشان سے اس کی صداقت کا ثبوت ملے۔

۲۔ چاند اور سورج کو مقررہ تاریخوں پر ایک ہی رمضان میں پہلے چاند کو اور اس کے بعد سورج کو گرہن لگے گا۔

حدیث میں بیان شدہ اس زبردست پیشگوئی کے علاوہ قرآن کریم میں بھی قربِ قیامت یعنی مسیح موعود کے زمانہ کی علامتوں میں سے ایک علامت چاند اور سورج گرہن کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۂ قیامۃ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یسئل ایّان یوم القیٰمۃ فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر۔

یعنی سنکر پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن یعنی مسیح موعود کی بعثت کب ہے۔ فرمایا ہم اس کی علامتیں بتاتے ہیں۔ سنو! وہ تب ہوگی جب آنکھیں متحیر ہو جائیں گی۔ یعنی ایسے واقعات و حادثات کا ظہور ہوگا کہ انسان کو حیرت میں ڈال دیں گے (جیسا کہ سورۂ زلزال کی تشریح میں بیان ہو چکا ہے) اور چاند کو گرہن لگے گا۔ اور سورج اور چاند جمع کر دئے جائیں گے یعنی اسی ماہ میں چاند گرہن کے بعد سورج گرہن ہوگا۔

اب دیکھئے یہ عظیم الشان پیشگوئی ۱۳۱۱ھ ہجری مطابق ۱۸۹۴ء میں اسی طرح پوری ہوئی جس طرح بیان کی گئی تھی اسی سال ماہ رمضان میں (چاند گرہن کی تاریخوں ۱۳-۱۴-۱۵) میں سے پہلی تاریخ یعنی تیرھویں کو چاند گرہن لگا۔ اس کے بعد اسی مہینہ میں (سورج گرہن کی تاریخوں ۲۷-۲۸-۲۹ میں سے) درمیانے روز یعنی ۲۸ویں رمضان کو سورج گرہن لگا اور ایک ایسے آدمی کے زمانے میں لگا جو مہدویت کا دعوےٰ کر رہا تھا۔ یعنی مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام (۱۸۳۵-۱۹۰۸ء)

بعض لوگ گرہن لگنے کی تاریخوں کے سلسلہ میں اعتراض کیا کرتے ہیں کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ اور سورج گرہن رمضان کی درمیانی تاریخ کو لگنا بتایا گیا ہے مگر یہ اعتراض محض ناواقفی کی بناء پر ہوتا ہے ورنہ جو حقیقت ہے وہ یہی ہے کہ چاند اور سورج کو خاص تاریخوں میں ہی گرہن لگا کرتا ہے۔ یعنی چاند کو ہمیشہ ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخوں میں گرہن لگا کرتا ہے اور سورج کو ۲۷-۲۸ اور ۲۹ میں سے کسی روز

علاوہ ازیں معترض پیشگوئی میں پہلی اور درمیانی کے الفاظ تو دیکھتے ہیں لیکن قمر کے لفظ کو نہیں دیکھتے۔ پہلی تاریخ کا چاند ھلال کہلاتا ہے قمر نہیں کہلاتا۔ قمر تو چوتھی تاریخ سے اس کا نام ہوتا ہے۔ دیکھئے لغت میں لکھا ہے وھو قمرٌ بعد ثلاث لیالٍ الٰی اٰخر الشھر واما قبل ذالک فھو ھلال

(اقرب الموارد جلد دوم)

الغرض قرآن و حدیث کی یہ پیشگوئی بھی آج سے ۷۸ سال پہلے حضرت امام مہدی بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی زندگی میں بڑی شان اور نہایت صفائی سے پوری ہو چکی ہے اور دنیا پر یہ حقیقت آشکار ہو چکی ہے کہ عالم الغیب خدا نے جو بات اپنے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تھی وہ بالکل صحیح اور درست تھی۔ نیز جس مصلح ربانی کی صداقت کے لئے آسمان پر یہ دونوں نشان ظاہر ہوئے اس کا دعوےٰ بھی برحق تھا۔ اور اس کے برحق امام مہدی ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رہا۔

(باقی)

جماعت احمدیہ برہ پورہ رکھا گلپور کی تبلیغی مساعی

(رپورٹ مرسلہ مکرم ایم اے باقی صاحب صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ بھاگلپور بہار)

برہ پورہ میں ان دنوں مخالفت پھر اپنے شباب پر پہنچ گئی ہے۔ غیر احمدی علماء ہفتہ میں کم از کم دو مرتبہ احمدیت کی مخالفت میں تقاریر کرنے ضرور آتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ہمیں بھی ایک ایسے ہی جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی اور یہ بھی کہا گیا کہ جلسہ کے دوران آپ لوگوں کو سوال و جواب کی بھی اجازت ہوگی۔ اس پر خاکسار، مکرم مولوی محمد شمیم الدین صاحب اور مکرم سید فیروز الدین صاحب کی معیت میں جلسہ میں پہنچا۔ غیر احمدی مولانا محمد قاسم صاحب تقریر کر رہے تھے۔ جونہی موصوف کی نگاہ ہم پر پڑی وہ خاموش ہو گئے۔ لوگوں کے وجہ دریافت کرنے پر خود موصوف نے پوچھا کہ یہ لوگ جو ابھی آئے ہیں کون ہیں جب انہیں ہمارے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے تقریر دوبارہ شروع کی۔ مگر ابھی دس منٹ بھی گزرنے پائے تھے کہ تقریر ختم کر دی گئی اور منتظمین کی طرف سے برخلاف پروگرام جلسے کی برخواستگی کا اعلان کر دیا گیا اور یوں ہمیں مایوس لوٹنا پڑا۔ ہمیں مدعو کرنے والے غیر احمدی نوجوان اس واقعہ سے بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آئندہ سنیچر کو ہمارے مولانا وارث صاحب آ رہے ہیں۔ اس جلسہ میں آپ لوگوں کو سوال و جواب کا موقع ضرور دیا جائے گا۔ مگر جب مولانا موصوف آئے تو ہم لوگوں کو سرے سے مدعو ہی نہیں کیا گیا تاہم ہمیں معلوم ہو گیا کہ جلسہ میں مولانا موصوف نے اور دوسرے مقررین نے انتہائی دروغ اور کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ اتوار کے روز ایک اور مولانا اسرائیل صاحب کی تقریر کا پروگرام تھا۔ خاکسار نے اپنے خسر محترم ڈاکٹر محمد ادریس صاحب (جو کہ غیر احمدی ہیں) سے کہا کہ آپ ہمیں اس مرتبہ اپنے مولوی صاحب سے ضرور ملوائیں۔ موصوف نے وعدہ کیا جسب عادت یہ تقریر بھی خلافِ واقعہ امور اور حوالہ جات سے پُر تھی۔ خاکسار نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہمیں بھی تقریر کا کچھ وقت دیدیا جائے خواہ جلسہ کے انتظامات کے کل اخراجات بھی ہم سے لے لئے جائیں مگر افسوس کہ کوئی صورت کارگر نہ ہو سکی۔ اس موقع پر مولوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ جو حوالے اور دلائل میں نے دئے ہیں اگر ان کے بارے میں کسی کو شک ہو تو وہ کل میری قیامگاہ پر آکر اپنی تشفی کر سکتا ہے۔ جلسہ کے دوران مولوی صاحب کی ایماء پر بعض شر پسندوں نے ہمارے خلاف فتنہ بھی برپا کرنا چاہا مگر بعض سنجیدہ نوجوانوں کی مزاحمت اور ہمارے احباب کے پایۂ ثبات میں لغزش نہ آنے کی وجہ سے معاملہ رفع دفع ہو گیا اور ہمیں جلسہ کے دوران ہی وہاں سے اٹھنا پڑا۔ دوسرے روز خاکسار متعلقہ کتب لیکر مولوی صاحب کی قیامگاہ پر گیا مگر انہوں نے یہ کہہ کر ملنے سے انکار کر دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔

ان مجالس کے انعقاد سے جہاں مخالفت ☜

☞ پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے وہاں اہلِ علم اور سنجیدہ طبقہ کا رجحان بھی ہو رہا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بہتر رنگ میں دین محمدی کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ حیدرآباد وسکندرآباد

رپورٹ مرسلہ مکرم سید غوث احمد صاحب احمدی سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ حیدرآباد

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ مرکز کی ہدایات کے مطابق جماعت احمدیہ حیدرآباد وسکندرآباد کے جلسہ سالانہ کی تاریخیں ۸-۹؍شہادت (اپریل ۱۹۷۲ء) قرار پائیں۔ مورخہ ۸؍اپریل کو سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ۹؍کو جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد، تعلیمات کی روشنی میں موجودہ مشکلات کا حل کے عنوانات مقرر تھے۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی بطور مہمانِ خصوصی جلسہ میں مدعو تھے۔ شہر کے اہم مقامات پر پوسٹر چسپاں کئے گئے۔ نیز ہینڈ بل اور پروگرام تقسیم کئے گئے۔ جلسہ گاہ کو قناتوں، سائبانوں، بجلی کی مرکری لائٹ اور قمقموں سے ہر طرح سے آراستہ کیا گیا اور ایک احمدیہ بک سٹال بھی لگایا گیا۔ مستورات کے لئے پردہ کا معقول انتظام تھا اور یہ جملہ امور مجلس خدام الاحمدیہ کے ممبران نے زیرِ قیادت مکرم یوسف حسین صاحب قائد خدام الاحمدیہ نہایت مستعدی اور محنت کے ساتھ انجام دئے۔ جلسہ میں ہر خاص و عام کو اخبارات کے ذریعہ شرکت کی دعوت دی گئی۔ مشہور مقامی اخبارات "رہنمائے دکن" "سیاست" اور "ملاپ" میں اعلانات شائع ہوئے۔ جلسہ گاہ بمقام مغل گراؤنڈ ملے پلی حیدرآباد مقرر ہوئی۔

جلسہ کا پہلا دن

مورخہ ۸؍اپریل بعد نمازِ عشاء محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی صدارت میں جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوتِ قرآن کریم مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب نائب امیر جماعتِ احمدیہ حیدرآباد نے کی اور مکرم منصور احمد صاحب نے درثمین کی ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔

سب سے پہلے مکرم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پی ایچ ڈی نے خطبہ استقبالیہ میں بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ آج ہم پھر اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پرور اور پُر حکمت باتیں سننے سنانے کے لئے جمع ہوئے ہیں اس لئے میں جملہ حاضرین کو اس مبارک اجتماع میں شریک ہونے پر خوش آمدید کہتا ہوں کہ ہم لوگوں کے لئے پھر یہ ایک موقع پیدا ہوا ہے کہ قرآنِ کریم کی عظمت کو سمجھیں اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو اپنے لئے لائحہ عمل بنائیں کیونکہ اسی میں ہماری زندگی کے کامیاب ہونے کا راز مضمر ہے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک ایسی قوم میں مبعوث ہوئے جو حیوانوں جیسی زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ان میں وہ روحانی اور اخلاقی قوت پیدا ہوئی کہ حیوان سے انسان اور انسان سے با اخلاق اور باخدا اور باخدا سے خدا نما انسان بن گئے اور وہ عرب کے بدو دنیا کے معلّم و استاذ ثابت ہوئے یہ سب کچھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کا نتیجہ تھا

آپ کی تقریر کے بعد مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مبلغ انچارج آندھرا پردیش نے ہستیٔ باری تعالیٰ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ ہر زمانہ میں یہ موضوع بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے کیونکہ روئے زمین پر پھیلے ہوئے تمام مذاہب کسی نہ کسی تصور و تفہیم میں خدا کے وجود کے قائل ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے وجود کو درمیان سے ہٹا لیا جائے تو کسی بھی مذہب کا کچھ باقی نہیں رہتا۔ تاہم دورِ حاضرہ میں اس موضوع کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ سائنس کی ترقی کے علاوہ آج دنیا کی باگ ڈور ان دو عظیم الشان اقوام کے ہاتھوں میں ہے جن میں سے ایک خدا کے وجود کی ہی قائل نہیں۔ اور دوسری ایک کمزور انسان کو خدا الیقین کرتی ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کو اس عظیم الشان کام کے لئے کھڑا کیا ہے کہ وہ ایک زندہ خدا ایک غالب خدا، ایک بولنے اور سننے خدا کا وجود دنیا پر ظاہر کرے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً بتایا کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰن، ہر بھلائی قرآنِ کریم میں موجود ہے اس لیئے جملہ دلائل ہستی باری تعالیٰ کے قرآن کریم سے پیش کروں گا۔

اس کے بعد آپ نے قرآن کریم کی آیات سے سات پُر عظمت دلائل پیش کئے۔ نظامِ عالم میں بے مثل ترتیب و تنظیم۔ دعا اور اس کے نتائج۔ مختلف ممالک و اقوام اور مختلف زمانوں میں ظاہر ہونے والے انبیاء و صلحاء کرام کی گواہی غلبۂ رُسل۔ انسانی فطرت کی گواہی، علمِ غیب، جس پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور رسولوں کو غلبہ دیتا ہے وغیرہ جملہ دلائل کی قرآن و حدیث اور واقعات کو پیش کر کے تشریح کی۔

بعدہٗ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اپنی تقریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بلند ترین شان کے موضوع پر شروع کی۔ آپ نے قرآنِ کریم کی آیت اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ الخ کی تلاوت سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ اور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل پر روشنی ڈال رہے تھے کہ بارش برسنی شروع ہو گئی۔ اس لیے جلسہ کے پروگرام کو ختم کرنا پڑا۔ دن سے ہی باد و باراں کے آثار نظر آ رہے تھے بہرحال بامرِ مجبوری صدر محترم نے اس موقع پر اجلاس برخاست فرما دیا۔

جلسہ کا دوسرا دن

مورخہ ۹؍اپریل آٹھ بجے شب مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد کی زیرِ صدارت اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم منور احمد صاحب نے کی اور مکرم نثار احمد خاں صاحب نے خوش الحانی سے درثمین کی ایک نظم پڑھی۔ "یاجوج ماجوج اور دجال کی حقیقت قرآن اور حدیث کی روشنی میں" کے موضوع پر مکرم مولوی ولی الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ دورِ حاضرہ میں نہ صرف یہ کہ مسلمان اسلام کی پاکیزہ تعلیم سے برگشتہ ہو گئے تھے اور ان کے عقائد و اعمال میں خطرناک تبدیلیاں آگئی تھیں بلکہ غیر مذاہب اور بالخصوص عیسائی منادوں نے نہایت رکیک اور شرمناک حملے بھی اسلام پر شروع کر دئے تھے جس کے نتیجہ میں عوام کے علاوہ بعض تعلیم یافتہ علماء اسلام بھی عیسائیت کا شکار ہو رہے تھے۔ مولوی صاحب نے دجال اور یاجوج ماجوج کا وہ نقشہ کھینچا جو دورِ حاضرہ کے مسلمانوں کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے اور جس میں نعوذ باللہ خدائی صفات کا حامل دجال اور یاجوج ماجوج کو قرار دیا گیا ہے جو غلط تشریحات کا نتیجہ ہے۔ آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں دجال اور یاجوج ماجوج کی تشریح پیش کرتے ہوئے بتایا کہ دجال سے پادریت اور اس کے دورِ حاضرہ کے منادمراد ہیں اور یاجوج ماجوج اس کی دو شاخیں ہیں جو سیاسی حیثیت سے عیسائیت اور کمیونزم کی صورت میں دنیا پر چھائی ہوئی ہیں۔

دوسری تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے "دنیا کی موجودہ مشکلات اور ان کا حل" کے عنوان سے پیش کی۔ آپ نے رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے پُر شوکت واقعات کو نہایت دلنشین انداز میں دنیا کی مشکلات کا حل بتایا۔ توحید، مساوات، عورت کا بلند مقام، احترام پیشوایانِ مذاہب، کامیٔ و بلیغ اسٹیٹ، حضور کا پُر عظمت خطبہ بر موقع حجۃ الوداع۔ فاضل مقرر نے بڑے ہی ایمان افروز انداز میں قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا اور بتایا کہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی بدترین دشمن پر غلبہ پا لیتے تھے تو اسے معاف فرما دیا کرتے تھے جس کے نتیجہ میں دنیا میں عظیم الشان امن کی بنیاد پڑی۔ آخر میں آپ نے فتح مکہ کا واقعہ بالتفصیل پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کیسے کیسے مظالم قریشِ مکہ نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چند ماننے والوں پر ڈھائے تھے کہ دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ لیکن جونہی حضور نے مکہ فتح کیا وہ سب لوگ سامنے آئے جو حضور نے ان کی خواہش کے مطابق سب کو معاف فرما دیا۔ اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ کہ تم سب آزاد ہو۔ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں ہوگی۔ اس کے نتیجہ میں بجائے خون کی ندیاں بہانے کا موقع تھا سکون بخش امن قائم ہو گیا آپ نے فرمایا بنگلہ دیش کے وزیر اعظم بھی مسلمان ہیں وہ آج جنگی قیدیوں کو عبرتناک سزائیں دینے کی سوچ رہے ہیں۔ وہ اس پاک نمونہ سے فائدہ اٹھا کر ان لوگوں کو معاف کر کے اپنے لئے اور غیروں کے لئے اس کی فضا قائم کر سکتے ہیں۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ آج دنیا ایک خطرناک تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے اور ایک ہیبت ناک تیسری عالمگیر جنگ دنیا کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے مطابق وہ بڑی خطرناک تباہی مچانے والی جنگ ہو گی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس جنگ کی خبر دیتے ہوئے بتایا ہے کہ روس اور امریکہ میں اس کے ذریعہ سے بڑی تباہی آئے گی۔ اور دوسرے ملکوں میں بھی۔ اب اس تباہی سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ دنیا کی تمام قومیں اپنے خالق و مالک خدا کو پہچان کر اس پر ایمان لائیں کیونکہ جیسے سب جلتے ہیں اک حضرتِ تواب ہے

ورنہ اس تباہی کے بعد دنیا کے ممالک اور بالخصوص روس بڑی تیزی کے ساتھ اسلام کی طرف رجوع کرے گا۔ یہ وہ خبریں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے بندوں کے ذریعہ سے دورِ حاضرہ کے متعلق دی ہیں جو اپنے وقت پر ضرور پوری ہوں گی۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا "مسیح محمدی کا مقام اور جماعت احمدیہ کے عقاید"۔ آپ نے ایک محبت بھری اپیل سے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا یہ زمانہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ یہ علم کی روشنی کا دور ہے آزادیٔ فکر و خیال، آزادیٔ ضمیر و مذہب کا زمانہ ہے۔ پیارے بھائیو قریباً ایک صدی گزر گئی اس چودھویں صدی کے آغاز میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر حضرت مرزا صاحب نے اس صدی کا مجدد مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ قرآن اور حدیث کی روشنی میں کیا تھا۔ علماء نے مخالفتیں کیں۔ کفر کے فتوے لگائے اور اس ننھے پودے کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن آج نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ مخالفت کرنے والے علماء اور گروہ سب ناکام و نامراد ہو گئے اور نیست و نابود ہو گئے۔ اور احمدیت کا یہ پودا جسے خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہوا ایک تناور درخت بن چکا ہے اور زمین کے کناروں تک اس کی شاخیں پہنچ گئی ہیں اور آج جماعت احمدیہ پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عظیم الشان تائید و نصرت بتا رہی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ سلسلہ ہے فاضل مقرر نے مسئلہ وفات مسیح، ختم نبوت صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور کا مقام "غلام احمد" تفصیل کے ساتھ بتلاتے ہوئے جماعت احمدیہ کی ان عظیم الشان خدمات کی تفصیل بتائی جو تمام دنیا میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ تو اتر کے ساتھ نہایت روح پرور انداز میں انجام دے رہی ہے۔ آپ کی تقریر کا انداز نہایت دلنشین تھا آخر میں محترم مقرر نے حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے بتایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے جن میں سے ایک ہی ناجی ہوگا۔ اگر آپ صداقت کے متلاشی ہیں تو اس ناجی فرقہ کو تلاش کرنے کے لئے چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو کر سچے دل کے ساتھ دعا کریں۔ اور صداقت کو پانے کا یہ بھی ایک عظیم الشان ذریعہ ہے۔ بعد دعا یہ اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا

جلسہ کی کارروائی میں غیر از جماعت دوستوں نے بھی کثیر تعداد میں شرکت فرمائی اور بڑی دلچسپی کے ساتھ تقاریر سماعت فرمائیں بزرگان سلسلہ درویشان کرام و احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور جملہ احباب جماعت کو جزائے خیر دے جنہوں نے

شکریہ اور مبارکباد سیکرٹریان مال عہدیداران جماعت اور تمام چندہ دہندگان کی خدمت میں

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ۳۰؍اپریل ۱۹۷۲ء کو ختم ہونے والے مالی سال کا جو بجٹ آمد صدر انجمن احمدیہ اور بزرگان کرام نے منظور فرمایا تھا اس کے مطابق بلکہ اس سے کسی قدر زائد آمد لازمی چندہ جات (حصہ آمد۔ چندہ عام اور چندہ جلسہ سالانہ) پوری ہوئی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ سلسلہ عالیہ احمدیہ، اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے اور اس قادر و توانا خدا کے بے شمار وعدے ہیں کہ اس کی تائید و نصرت کا قوی تر ہاتھ ہمیشہ اس جماعت کے سر پر رہے گا۔ اور حقیقت یہی ہے کہ ہماری جماعت کے تمام کام اسی کی تائید و نصرت سے انجام پا رہے ہیں۔ اور گو اس وقت تک ہمارا بجٹ لاکھوں تک ہی محدود ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق وہ وقت بھی جلد آنے والا ہے جب ہمارا بجٹ کروڑوں اور اربوں سے بھی بڑھ جائے گا۔ انشاء اللہ

بہر حال بعض ناساعد حالات کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرخروئی بخشی ہے اور ایک بڑی ذمہ داری کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اور یہ بھی ایک واضح حقیقت ہے کہ جماعت کے افراد (چندہ دہندگان) اور عہدیداران بالخصوص سیکرٹریان مال نے بڑی ہمت، محنت اور مسلسل کوشش کر کے نظارت ہذا کو سرخروئی کا موقع بہم پہنچایا ہے۔ اور نظارت ہذا ان سب کی خدمت میں ہدیہ تشکر اور مبارکباد پیش کرتی ہے۔

بالخصوص سیکرٹریان مال و صدر صاحبان

بجٹ آمد کو پورا کرنے کے لئے سیکرٹری مال کا عہدہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بڑی بڑی جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو اپنے بجٹ پورے کرنے کے لئے دن رات محنت کرنا پڑتی ہے۔ یوں تو وصولی چندہ جات کا کام ہی بہت محنت طلب ہے لیکن وصولی کے علاوہ روزنامچوں اور کھاتوں کو ساتھ کے ساتھ مکمل رکھنا اور پھر پوری تفصیل کے ساتھ چندہ کی رقوم کو مرکز میں بھجوانا بھی بہت زیادہ محنت اور وقت کا متقاضی ہے۔ اور یہ امر ہماری جماعت کے لئے بہت فخر کا موجب ہے کہ تمام عہدیداران آنریری (اعزازی) طور پر کام کرتے ہیں اور اپنا اجر صرف خدا تعالیٰ سے چاہتے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں بہترین اجر سے نوازے گا۔ اور نظارت ہذا تو ان کی خدمت میں پُر خلوص ہدیۂ تشکر ہی پیش کر سکتی ہے۔

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جماعتوں کے امراء اور صدر صاحبان کو بھی چندہ جات کی وصولی میں بڑا اصل دخل حاصل ہوتا ہے کیونکہ مقامی جماعتوں میں ان کی پوزیشن قائدانہ ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے عہدیداروں کے علاوہ جماعت کے افراد میں بیداری اور فرض شناسی پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں بلکہ ان پر دوہری ذمہ داری ہوتی ہے۔ خود تیز چلنا اور دوسروں کو تیز چلانا۔ وہ سب بھی نظارت ہذا کے شکریہ کے مستحق ہیں

بعض مخلصین کے چندوں میں پچیس فیصد اضافہ

جماعت کی بڑھتی ہوئی ضروریات اور ایک غیر معمولی بجٹ کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے نظارت ہذا کی درخواست پر حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جماعت کے بہت سے مخلص احباب کو یہ تحریک فرمائی تھی کہ وہ اپنے چندوں میں ۲۵ فیصد اضافہ فرمائیں۔ چنانچہ جماعت کے بہت سے احباب نے اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے اپنے چندے پچیس فیصد بڑھا دئے۔ اور یہ امر بھی بجٹ کو پورا کرنے میں بہت ممد ہوا۔ نظارت ہذا اس کے لئے حضرت مولانا موصوف کی ممنون ہے اور ساتھ ان مخلصین کی شکر گزار ہے جنہوں نے اخلاص و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مستقل طور پر اپنے چندوں میں ۲۵ فیصد اضافہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور جماعت کے دوسرے احباب کو بھی توفیق بخشے کہ وہ اپنی اپنی ہمت کے مطابق چندوں میں اضافہ کریں

بقایا کی وصولی

سیکرٹریان مال نے اس سال بقایا چندوں کی وصولی کے لئے بھی کافی محنت کی ہے۔ صرف چند جماعتیں ایسی رہ گئی ہیں جن کی طرف سے بقایا میں کم وصولی ہوئی ہے۔ لیکن چونکہ بقایا بہر حال متعلقہ جماعتوں کے ذمہ واجب الادا ہے اس لئے امید ہے کہ جن جماعتوں کے ذمہ چندہ جات کا بقایا رہ گیا ہے وہ اس کی وصولی کا انتظام کریں گی۔ گزشتہ مالی سال میں جن احباب نے فرض شناسی سے کام لے کر اپنے بقایا کی ادائیگی کی ہے ان کا بھی نظارت ہذا شکریہ ادا کرتی ہے۔

انسپکٹران بیت المال کے دورے

چندہ جات کی وصولی، حسابات کی پڑتال اور بجٹ کی تشخیص کے سلسلہ میں انسپکٹران بیت المال کے سال بھر دو مرتبہ دورے بھی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہمارے انسپکٹران نے مہینوں تک طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کیں اور بڑی محنت کے ساتھ اپنے فرائض ادا کئے۔ مقامی طور پر چندوں اور بقایا کی وصولی کے علاوہ اپنی رپورٹیں اور ہر جماعت کے چندہ کی پوزیشن مرکز کو بھجوائی۔ دور دراز مقامات کے سفر ریل اور بس پر اور پیدل کئے اور ایک اہم خدمت انجام دی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو جزائے خیر بخشے آمین۔

نظارت ہذا ایک بار پھر جماعتہائے احمدیہ بھارت کے تمام چندہ دہندگان (بھائیوں اور بہنوں) اور ان تمام افراد کا شکریہ ادا کرتی ہے (جن میں مبلغین کرام بھی شامل ہیں) جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے آمین

امید ہے کہ نئے مالی سال میں بھی نظارت ہذا کو ان سب کا تعاون حاصل رہے گا۔ اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو محنت اور خلوص سے ادا کرتے رہیں گے

ناظر بیت المال آمد قادیان

---

۲ ذرائع درست نتیجے جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے اپنی بے لوث خدمات پیش کیں۔ آمین

حضرت سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب رضی اللہ عنہ کا مقام نمایاں طور پر اپنوں اور غیروں میں متعارف ہے۔ اس مرتبہ جماعت سکندرآباد نے یہ پروگرام بنایا کہ مبلغین کرام کے اعزاز میں جو دعوتیں دی جاتی ہیں وہ انفرادی نوعیت کی ہوتی تھیں اس مرتبہ پوری جماعت کی طرف سے دعوت دی جائے اور اس کا انتظام حضرت سیٹھ صاحب کے دولتکدہ پر کیا جائے کیونکہ آپ کا وجود انفرادیت سے بالا اور سب کے لئے نافع تھا۔ چنانچہ ۹؍اپریل کو مبلغین کرام کے علاوہ جماعت حیدرآباد کے بعض معززین کو بھی مدعو کیا گیا اور اجتماعی دعوت کا اہتمام ہوئی۔ بعد ازیں حضرت سیٹھ صاحبؓ کے پوتے محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب نے بتایا کہ حضرت سیٹھ صاحبؓ نے بیعت بھی ۹؍اپریل کو ہی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحبؓ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام بخشے آمین ۔۔

اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ یادگیر کا اجتماع

بچوں کی تربیت بڑی عمر والوں کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آج کے نونہال کل جماعت کے ستون بننے والے ہیں۔ اور آج کی بچیاں کل قوم کی مائیں بننے والی ہیں۔ اگر ابھی سے ان کی صحیح رنگ میں تربیت نہ ہوسکی تو آئندہ وہ قوم کے بار کو اٹھانے کے قابل نہیں ہوسکیں گے۔ لہٰذا خاکسار نے مکرمی سیٹھ نعمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ یادگیر سے مشورہ کرکے مورخہ ۲ر اپریل بروز اتوار تمام محلوں کے اطفال اور ناصرات کو مسجد احمدیہ کے صحن میں ٹھیک سات بجے صبح جمع ہونے کے لئے اعلان کیا۔ اسی طرح تمام معلّمین کو بھی توجہ دلائی گئی۔

خاکسار کی درخواست پر ۹ر اپریل کی صبح کو مکرمی مولوی نذیر احمد صاحب ہوورڈی، مکرم مولوی فضل الرحمٰن صاحب اور مکرم مولوی جعفر احمد صاحب نیز دار بچوں کو لے کر ٹھیک سات بجے مسجد احمدیہ میں پہنچ گئے۔ نیز خاکسار کے پاس پڑھنے والے بچے جن کی تعداد اب ۷۰ تک پہنچ چکی ہے مقررہ وقت پر حاضر ہوگئے۔

مکرمی نائب امیر صاحب ایک ضروری کام کی وجہ سے حیدرآباد تشریف لے گئے تھے لہٰذا میری درخواست پر مکرمی رفعت اللہ صاحب غوری تشریف لے آئے۔ آپ کی صدارت میں بچوں کا یہ پروگرام شروع ہوا۔

عزیز نور الدین احمد کی تلاوتِ قرآنِ کریم کے بعد متعدد بچوں اور بچیوں نے مختلف نظمیں پڑھیں۔ عزیزان رحمت اور شفیع نے یکے بعد دیگرے اذان دی۔ اور درود شریف سُنایا۔ عزیزہ کوثر اور رئیسہ بیگم نے نظمیں سنائیں۔ اسی طرح بہت سارے بچوں اور بچیوں نے نظمیں سُنائیں۔ اس کے بعد خاکسار نے بچوں سے مختلف قسم کے دینی اور تاریخی سوال پوچھے۔ خدا کے فضل سے بچوں اور بچیوں نے ان سوالوں کا خاطر خواہ جواب دیا۔ اس کے بعد مکرمی مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے بچوں کو ایک دلچسپ کہانی سُنائی۔ جس کے بعد مکرم رفعت اللہ صاحب غوری نے بچوں کو آدھ گھنٹہ تک نصیحت فرمائی۔ بعدہٗ خاکسار پندرہ منٹ تک بچوں سے مخاطب ہوا۔ آخر میں مکرمی رفعت اللہ صاحب غوری نے دعا کرائی۔ مکرمی نذیر احمد صاحب ہوورڈی بچوں کے لئے بسکٹ لائے تھے۔ جو بچوں میں تقسیم کئے گئے۔

اس کے بعد تقریباً نصف گھنٹہ تک بچوں اور بچیوں کو مختلف دلچسپ کھیل کھلائے گئے۔ اور ½۹ بجے صبح یہ پروگرام ختم ہوا فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ماہانہ تربیتی اجلاس جماعتِ احمدیہ یادگیر

جماعتِ احمدیہ یادگیر کا تربیتی اجلاس مورخہ ۱۴ر اپریل بروز جمعہ بعد نمازِ مغرب مسجد احمدیہ میں زیرِ صدارت مکرم جناب محمد اسماعیل صاحب غوری منعقد ہوا۔ مکرمی نذیر احمد صاحب گلبرگی کی تلاوتِ قرآن مجید اور عزیز حمید احمد صاحب غوری کی نظم کے ساتھ اس اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے مکرمی رحمت صاحب جینا نے "خلافت کی اہمیت اور ضرورت" کے موضوع پر تقریر۔ موصوف نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ اسلام کے دورِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس سال تک خلافت کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن بعد میں مسلمانوں نے خلافت کی اہمیت کو بھُلا دیا۔ اور اپنے اُوپر ان عظیم الشان برکات کا دروازہ اپنے ہاتھ ہی سے بند کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ امام مہدی مسیح موعود کے ذریعہ سے پھر سے خلافت علیٰ منہاج نبوت جاری ہوگی۔ چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بعد جماعتِ احمدیہ میں سلسلۂ خلافت جاری ہوا۔ خدا کرے کہ مسلمانوں کو سمجھ آئے اور وہ پھر سے خلافت کے ساتھ وابستہ ہو جائیں۔

اس کے بعد مکرم ولی اللہ خان صاحب نے خوش الحانی سے ایک نظم کلامِ محمود سے پڑھ کر سُنائی۔

بعدہٗ مکرم رحمت اللہ صاحب غوری نے "تربیت" کے موضوع پر تقریباً آدھ گھنٹہ تک تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں احباب جماعت اور خاص کر خدام کو بہت ہی احسن رنگ میں نماز کی پابندی، اطاعت عہدیداران اور بزرگان کی طرف توجہ دلائی۔

آخری تقریر مکرم رفعت اللہ صاحب غوری کی تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ" پڑھ کر مختلف مثالوں کے ذریعہ سمجھایا کہ اب ہر قسم کی برکت صرف اور صرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ کی بغیر اتباع و پیروی کے دینی و دنیوی برکات کا حصول ناممکن اور محال ہے۔

آخر میں صدرِ مجلس نے اجتماعی دعا کروائی اور بعد نمازِ عشاء یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے آمین۔

خاکسار: عبد الحلیم
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم یادگیر

قادیان میں جلسہ سیرت النبیؐ کا انعقاد۔ بقیہ صفحہ اوّل

یا عین فیض اللہ والعرفان

کے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سُنائے۔

ازاں بعد مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب مدرّس مدرسہ احمدیہ قادیان نے

آنحضرت صلعم کا مقام حضرت مسیح موعودؑ کی نگاہ میں

کے عنوان کے تحت اس اجلاس کی آٹھویں تقریر کی۔ موصوف نے حضرت اقدس علیہ السّلام کی متعدد روح پرور اور وجد آفریں تحریرات کی روشنی میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیع الشان منصب و مقام کو ظاہر کیا۔

خطاب محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ

اِس اجلاس کی نویں تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ نے فرمائی۔ محترم موصوف نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے دو معروف اشعار کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم وحشی سیرت اور بہائم خصلت کی جس رنگ میں تربیت فرمائی اور پھر انہیں جس طور سے وحشیوں سے خدا نُما انسان بنا ڈالا وہ بلاشک ایک عظیم الشان معجزہ اور آپؐ کی صداقت کا واضح نشان ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اس روشن پہلو اور حضورؐ کے رفیع الشان مقام کو دُنیا کے رُوبرو رکھیں۔

اپنا بصیرت افروز خطاب جاری رکھتے ہوئے محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ ایک طرف جب ہم حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کے مقامِ رفیع پر نظر ڈالتے ہیں اور دوسری طرف خود حضورؑ کی زبانِ مبارک سے یہ اعترافِ حقیقت بھی ہمارے کانوں میں پڑتا ہے کہ مجھے یہ تمام تر مرتبہ اور مقام محض آنحضرت صلعم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ملا ہے تو ہمیں خود اندازہ کرنا چاہیئے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود کس قدر عظیم تھا۔ پس ہمیں بھی اپنی روحانیت کی تکمیل و ترقی کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی اتباع کو لازم پکڑنا چاہیئے۔

اِسی تسلسل میں ایک دوسرے پہلو کا ذکر کرتے ہوئے محترم موصوف نے فرمایا کہ قرآنِ حکیم ہمیں اس امر کی تلقین فرماتا ہے کہ دیکھو! تمہارے دلوں میں خدا اور اس کے رسُول کی محبت تمہارے تمام دنیاوی علائق سے زیادہ ہونی چاہیئے اسلامی تاریخ اس نوع کے واقعات سے بھری پڑی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اُن کے بعد آنے والے فدائی مسلمانوں نے کس طور پر اس تعلیم پر تعامل کیا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم ان واقعات سے اکتسابِ نُور کرکے خدا اور اس کے رسُولؐ کی خاطر فدائیت و ایثار کو اپنا شعار بنائیں آمین۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالےٰ کے اِس نہایت درجہ رُوح پرور اور بصیرت افروز خطاب کے بعد عزیز مظفر احمد فضل متعلم جامعہ احمدیہ قادیان نے حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے چند دعائیہ اشعار پڑھ کر سُنائے۔

اختتامی صدارتی خطاب

پروگرام کے آخر میں محترم حضرت امیر صاحب مقامی نے اختتامی صدارتی خطاب کیا۔ محترم موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو فضائل اور کمالات حاصل ہوئے انہیں جذب کرنے والی حضور صلعم کی وہ متضرعانہ اور عاجزانہ دعائیں ہی تھیں جو دن کی صحبتوں اور رات کی تنہائیوں میں آپؐ کے قلبِ صافی سے نکلیں اور عرشِ عظیم سے جا ٹکرائیں۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تیر بہدف نسخے سے خود ہی استفادہ نہیں کیا بلکہ اپنی امت کے لئے بھی قیامت تک کے لئے دعاؤں کا ایک نادر خزانہ اپنے بعد چھوڑا۔

اس کے بعد محترم موصوف نے حاضرین سمیت اجتماعی دعا فرمائی جس کے ساتھ ہی ٹھیک ایک بجکر دس منٹ پر یہ پُرکیف و ایمان پرور جلسہ برخاست ہوئی۔

وِلادت

خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۳۹۲ھ بروز جمعرات بمطابق ۲۷ر شہادت ۱۳۵۱ ہش (۲۷ر اپریل ۱۹۷۲ء) چوتھا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے زچہ و بچہ بخیریت ہیں۔ مبلغ -/۲۵ روپے درویش فنڈ میں ارسال کرتے ہوئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادمِ دین بنائے آمین۔ خاکسار محمد معین الدین پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ محبوب نگر (آندھرا)

درخواستِ دُعا

خاکسار کی ملازمت میں کچھ مشکلات درپیش ہیں جس کی وجہ سے ہر وقت پریشانی رہتی ہے۔ جملہ پریشانیوں اور مشکلات کے ازالہ کے لئے بزرگانِ سلسلہ، درویشانِ قادیان اور جملہ احباب جماعت سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ خاکسار: ذوالفقار علی خان۔ دھواں ساہی۔ سونگرہ۔ کٹک (اڑیسہ)

کیا حضرت عیسیٰ مسیح کشمیر میں مدفون ہیں؟

بقیہ صفحہ نمبر (۲)

آپ کو اسرائیل کے گمشدہ قبائل کے کچھ نشانات ملے۔

یہ ریکارڈ میں ہے کہ یہ گاؤں پہلگام کے نام سے (حضرت) مسیح کے وہاں قیام پذیر ہونے کے بعد موسوم ہوا تھا۔ کشمیری زبان میں "پہل" کے معنی "چرواہے" کے اور "گام" کے معنی "گاؤں" کے ہیں۔ بعد ازاں سرینگر جاتے ہوئے (حضرت) عیسیٰ نے عیش مقام (یا عش مقام) پر آرام کیا اور وعظ بھی فرمایا۔ اور اس گاؤں (یعنی عیسیٰ کے آرام کرنے کے مقام) کا نام بھی آپ کے نام پر رکھا گیا۔ آپ اپنے شاگردوں اور پیروؤں کے ہمراہ سرینگر تشریف لائے۔ اور عیش بر (یا عش بر) کے مقام پر جو مشہور شالیمار باغ کے قریب واقع ہے آپ نے قیام کیا۔ راج ترنگنی[1] کے رُو سے اس مقام کا یہ نام بھی اس کے بعد رکھا گیا جب (حضرت) عیسیٰ وہاں ایک چشمہ کے قریب ٹھہرے۔ اور یہ چشمہ اب بھی موجود ہے اور مقامی آبادی کے ایک حصہ کے نزدیک یہ متبرک چشمہ خیال کیا جاتا ہے۔

یہ بات بھی ریکارڈ میں موجود ہے کہ (حضرت) مسیح قیام سرینگر کے دوران "یوز آصف" جس کے معنی ہیں "یسوع اکٹھا کرنے والا" کے نام سے معروف تھے۔ جماعت احمدیہ کے عقیدہ کے مطابق (حضرت) عیسےٰ نے ایک سو دو سال کی عمر میں طبعی موت سے وفات پائی۔ اور یہودی رسوم کے مطابق روضہ بل خانیار واقع سرینگر میں مدفون ہوئے۔ کشمیری یہ مانتے ہیں کہ "یوز آصف" یا عیسےٰ کی قبر ایک شہزادہ یا ایک نبی کی ہے جو کسی بیرونی ملک سے اُنیس سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے کشمیر میں وارد ہوئے تھے۔

سی۔ ایم۔ انریکویز اپنی کتاب "THE REALM OF THE GODS" میں لکھتا ہے:۔

"آپ کے اپنی جوانی میں ہندوستان بھر میں گھومنے پھرنے اور بالآخر سُولی سے بچ کر (ہندوستان میں) واپس پہنچ جانے اور وفات پانے اور سرینگر میں مدفون ہونے کے بارے میں عجیب روایات موجود ہیں۔ میرے قیام سرینگر کے دوران مجھے اس شہر کی بعض قبروں کے بارے میں عجیب روایات معلوم ہوئیں۔ ایک قبر ہے جو بتائی جاتی ہے کہ (حضرت) عیسےٰ کی ہے۔ بہت قدیم قبروں اور کھنڈرات سے سرینگر بھرا پڑا ہے۔"

یہ قبر جو کہ خیال کی جاتی ہے کہ (حضرت) عیسیٰ کی ہے دیگر مقامی مسلمانوں کی قبور سے بالکل مختلف ہے۔ اور اس کے پاؤں کا رُخ مکہ (مکرمہ) کی سمت میں ہے۔ یہ قبر دیگر مسلم قبور سے بہت بڑی ہے۔ اور ایک کمرہ والے مکان میں ہے جو یہودی طرز پر تعمیر شدہ ہے۔ اور یہودی طرز کے اس کے دریچے اور ایک دروازہ ہے۔ عبرانی زبان میں لوحِ قبر پر کچھ کندہ ہے لیکن گھس جانے کی وجہ سے بہت مدھم ہو گیا ہے اور اس کا پڑھا جانا بہت مشکل ہے۔

ایک نبی کا مزار کشمیر میں مغل دورِ حکومت میں ایک مقامی مسلمان اس مزار کا محافظ مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس کی تقرری کے سرکاری دستاویز میں تحریر ہوا ہے کہ یہ قبر "یوز آصف" نبی کی ہے۔ کشمیر کی قدیم تاریخ میں بکثرت حوالے ملتے ہیں۔ اس کے ایک رسول اور نبی کی قبر ہونے کے بارے میں ۔ جو نبی کہ اپنے گمشدہ قبائل کی تلاش میں کسی بیرونی سرزمین سے وارد ہوا تھا۔ بکثرت تذکرے پائے جاتے ہیں۔

ایک فرانسیسی مصنّف اپنی کتاب "THE SERPENT OF PARADISE" میں لکھتا ہے:۔

"کسی کو معلوم نہیں کہ وہ (یعنی عیسےٰ) تیس سال کی عمر کو پہنچنے تک کیا کیا اور کہاں رہے۔ جبکہ اس عمر کو پہنچنے پر آپ نے وعظ کرنے کا آغاز کیا۔ مگر ایک روایت کی رُو سے آپ (اس عرصہ میں) کشمیر میں رہے تھے۔ جو کشمیر کا ابتدائی نام ہے۔ کَ[1] اور شیر[2] کے معنی مانند سیریا[3] (مثلِ شام) کے ہیں۔ سنسکرت زبان سے نکلی ہوئی زبان شاردا کے قلمی مسودہ کے تذکرہ میں بائیبل والے بیان سے بہت زیادہ مشابہت ہے۔ اس کشمیری روایت کی رُو سے (حضرت) عیسیٰ کشمیر میں تشریف لائے اور آپ نے نیک لوگوں سے تعلیم پائی جنہوں نے آپ کو پُر اسرار نشانات سکھلائے۔

"بعد ازاں (حضرت) عیسیٰ مشرقِ وسطی کو لوٹ گئے اور وہی صوفیانہ صداقتیں جو آپ نے کشمیر میں سیکھی تھیں اسرائیل کے جاہل عوام میں ان کا وعظ کرنا شروع کر دیا۔ ان کو متأثر کرنے اور ان کے تبدیلیٔ عقیدہ کے لئے آپ اکثر اُن قوتوں کا استعمال کرنے لگے جو آپ نے "یوگا" کی مشق سے حاصل کی تھیں۔ اور انہی کا ذکر بطور معجزات کے آتا ہے۔ بعدہٗ آپ کو سُولی پر چڑھایا گیا لیکن سُولی پر ان کی وفات واقع نہیں ہوئی بلکہ فرقہ ایسین کے برادران آپ کو وہاں سے لے گئے۔ اور آپ اچھی طرح صحتیاب ہو گئے اور کشمیر کو واپس بھجوا دیئے گئے۔ جہاں آپ اپنی طبعی وفات تک مقیم رہے۔

"بعض شہادتوں کی رُو سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس قصہ کا منبع اسلامی ہے۔ لیکن غالباً وہ اس سے بھی قدیم تر ہے۔ ازمنۂ قدیم میں ہندوستان اور مشرقِ وسطی میں بکثرت آمد و رفت جاری تھی اور بہت اغلب ہے کہ ہندوستان کے قصے اور مذہبی روایتیں صحراء عبور کر کے مقدس سرزمین (یروشلم) میں پہنچے ہوں۔ یقیناً ایک نجات دہندہ کو صلیب دیئے جانے کا قصہ بہت زیادہ قدیم ہے اور تمام افرادِ انسانی کی مساوات کے تخیل کی (حضرت) بُدھ نے پہلے ہی تلقین کی تھی۔ اور (حضرت) عیسیٰ کے ماہی گیروں میں وعظ و تلقین شروع کرنے سے طویل عرصہ پہلے یہ خیال راجہ اشوک کے ذریعہ کشمیر پہنچ چکا تھا۔

"اس قبر کے بارے میں جو سرینگر میں موجود ہے اور جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قبرِ مسیح ہے، متعدد تحقیقات بھی ہوئی ہیں۔ بیشک یہ ممکن ہے کہ یہ کسی مسلمان بزرگ یا صُوفی کی قبر ہو کیونکہ ان قیاس آرائیوں میں حقیقۃً کوئی بات معین نہیں۔

"شام کا وقت تھا جب میں پہلی بار اس قبر پر پہنچا، اور غروبِ آفتاب کی روشنی میں اس کوچہ کے مَردوں اور بچوں کے چہرے قریباً مقدس دکھائی دیتے تھے۔ وہ قدیم زمانوں کے لوگوں کے مشابہ نظر آتے تھے۔ شاید وہ اِسرائیل کے اُن گمشدہ قبائل میں سے کسی سے تعلق رکھتے ہوں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ہندوستان ہجرت کر آئے تھے۔ جُوتے اتار کر میں داخل ہوا، اور میں نے ایک بہت قدیم قبر پائی جس کے ارد گرد بوٹا کاری کی ہوئی پتھر کی دیوار لگی ہوئی ہے جو اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کے ایک طرف ایک پتھر میں کندہ ایک قدم کا نشان ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ "یوز آصف" کے قدم کا نشان ہے اس عمارت کی دیوار پر ایک عبارت کندہ ہے جس کے نیچے زبان شاردا سے انگریزی میں ترجمہ کی ہوئی یہ عبارت ہے "یوز آصف (خانیار۔ سرینگر)"

"جب عورتیں (یعنی یروشلم والی) قبر (یعنی قبر نُما غار) کے پاس پہنچیں تو انہوں نے اُسے وہاں موجود نہ پایا۔ (حضرت) عیسیٰ جا چکے تھے۔ شاید کشمیر میں دوبارہ جی اُٹھے تھے۔ شاید اگر ہم کشمیر والی اس قبر کو کھول پائیں تو ہم اسے بھی خالی پائیں گے۔ کیونکہ 'یوزا' ممکن ہے کسی اور جہان میں پھر سُولی پانے کے لئے جا چکا ہو۔ کیونکہ اس کا مقصد اس جہان میں ناکام رہا تھا۔"

(السٹریٹڈ ویکلی آف انڈیا
مورخہ ۲ر اپریل ۱۹۷۲ء)

[1] "راج ترنگنی" کشمیر کی سب سے قدیم اور مستند تاریخ کی کتاب ہے۔

درخواستِ دُعا

مکرم ایس۔ ایم۔ شہاب احمد صاحب کینیڈا سے مبلغ ۵۰/- روپے اعانتِ بدر میں ارسال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"خاکسار کی ملازمت کا مرحلہ اس وقت بہت نازک دَور سے گذر رہا ہے اور میں اس سلسلہ میں بہت پریشان ہوں۔"

درویشانِ کرام اور بزرگانِ سلسلہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موصوف کی ملازمت کو مستقل کرے اور فارغ البالی عطا فرمائے آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

ہر قسم کے پُرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ:۔ "Autocentre" فون نمبرز 23-1652, 23-5222